جن اور وہابی

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

پیشِ لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نُحۡمِدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

سورۂ جِنّ کی آیت میں تصریح ہے کہ حضور سَرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جنّات کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں۔ اِس طرح سے پہلے کوئی نبی علیہ السَّلام مبعوث نہیں ہوا جو جِنّ و اِنس دونوں کے لئے پیغمبر ہوں۔ ہاں، سُلَیمان علیہ السَّلام جنّات پر صرف حکومت کرتے تھے، اُن کے لئے نبی نہیں تھے۔

فائدہ: "فَتحُ الرَّحمٰن" میں لکھا ہے کہ حضور سَرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جِنّات کے لئے مبعوث نہیں ہوئے۔ امام بیہقی نے "شُعَبُ الایمان" کے بابِ چہارم میں اِس کی تصریح فرمائی ہے، اور اُس کے پندرھویں باب میں بھی یہی لکھا ہے کہ جِنّات حضور علیہ السَّلام کی شریعت پر عمل کرنے کے مامور (ذمے دار یا پابند) نہیں تھے۔ اور امام فَخرُ الدّین رازی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اپنی تفسیر میں، اور بُرھان نَسَفی نے اس قول کا اِجماع نقل فرمایا ہے۔

فائدہ: امام احمد بن حنبل رَحمَۃُ اللّٰہ کے تلامذہ (شاگردوں) میں اِبنِ حامد رَحمَۃُ اللّٰہ علیہ نے بھی فرمایا، اور بعض عُلَماء کا بھی یہی مذہب ہے کہ ملائکہ عبادت کے مُکلَّف (شرعی ذمہ دار) نہیں اور نہ ہی اُنہیں وَعد (انعام کی بشارت) کی ضرورت ہے نہ وَعید (عذاب کی دھمکی) کی[1]، اور وہ انبیاء عَلَیہِمُ السَّلام کی طرح مَعصوم ہیں۔ اور اِس پر اُمّت کا اتفاق ہے، سوائے اِبلیس کے اور ہاروت و ماروت کے، کہ وہ معصومیت کے زُمرہ میں نہیں؛ یہ اُس کے مذہب میں ہے جو اُنہیں ملائکہ میں شامل کرتا ہے۔

تحقیقی مذہب: حضورِ سَرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً"[2] یعنی میں اللہ تعالیٰ کی جُملہ مخلوق کا رسول ہوں۔

"الخَلْق" میں اِنس و جِن کے علاوہ جملہ حَیَوانات (جانور)، نَباتات (پودے) اور اَحجار (پتھر) شامل ہیں۔ اور جَلالُ الدِّین سُیوطی رَحمَۃُ اللّٰہِ علیہ نے "خصائصِ کُبریٰ" میں اِسی مذہب کی ترجیح دی ہے کہ ملائکہ بھی حضور علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام کی رسالت میں داخل ہیں۔ اور فرمایا کہ مجھ سے پہلے اِمام تَقِیُّ الدِّین شَیخ سُبکی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے بھی اِسی مذہب کو اختیار کیا، بلکہ اُنہوں نے تو تمام رُسُل و اَنبیا علیہمُ السَّلام اور اُن کی اُمّتوں یعنی حضرتِ آدم علیہ السَّلام سے لے کر قیامت تک مکمل کائنات کو حضور سَرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمّت ثابت کیا ہے۔ اور اِس مذہب کو بارَزی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعالیٰ نے راجح بتا کر فرمایا کہ نہ صرف جِن و اِنس اور اَنبیاو رُسُل علیہمُ السَّلام حضور سَرورِ عالم صَلَّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلَّم کی اُمّت ہیں بلکہ جملہ حیَوانات و جَمادات بھی آپ کے اُمّتی ہیں۔ یہ تمام مضمون "روحُ البیان" سے لئے گئے ہے۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی

---

[1])(الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف، كتاب الصلاة، باب صلاة الجماعة، 4/ 408، هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، القاهرة – جمهورية مصر العربية،الطبعة: الأولى، 1415هـ – 1995 م)

[2])(صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، 1/ 371، الحديث523،دار إحياء الكتب العربية)

الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الرَّسُولِ الْكَرِيمِ الْأَمِينِ، وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ، وَأَصْحَابِهِ الْمُظَاهِرِينَ، وَعَلَى أَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ وَأَرْوَاحِ الْكَامِلِينَ، لَا سِيَّمَا عَلَى إِمَامِ الْأَقْطَابِ وَالْأَغْوَاثِ مُحْيِي الدِّينِ .

أمّا بعد! فقیر قادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ، نے ایک ضخیم کتاب "روضاتُ الجَنّات فی عَجائباتِ الجَنّات" لکھی۔ اُس میں سے چند واقعات اِس کتاب میں محض اِس غرض سے نقل کیے جاتے ہیں کہ واضح ہو جائے جنّات بھی ہمارے نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّتی ہیں اور آپ کے کمالات کے قائل ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہابیہ، ان کمالات کو ماننے والوں پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ وہابی، جنّات سے بھی گئے گزرے ہیں یا نہ۔ اسی مناسبت سے اِس کتاب کا نام رکھا گیا: "جن اور وہابی"۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

۲۴ شعبان ۱۴۰۷ھ

جنّات کے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ "قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ○ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا" (سورۃ الجن:2)

ترجمہ: تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا۔ تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہر گز اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔

فائدہ: اِس آیتِ کریمہ سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ جنّات بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں اور آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہیں۔ ہم سب متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اگر انسانوں کی ہدایت کے لیے تشریف لائے تو آپ جنّات کی ہدایت کے لیے بھی تشریف لائے ہیں۔ اسی بنا پر حضور کو رسولُ الانس والجن کہا جاتا ہے، یعنی آپ کی رسالت انسانوں اور جنّات دونوں کے لیے عام ہے۔ یہ امتیاز صرف ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو حاصل ہے کہ آپ دونوں جہانوں کے رسول ہیں اور اللہ کی ساری مخلوق کے آقا و سردار ہیں۔ اسی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً" (مشکوٰۃ شریف) [یعنی میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔] یہ جو میں نے آیتِ کریمہ پڑھی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کے ایک گروہ کا ذکر فرمایا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے۔ اور ایمان لانے کے بعد وہ مبلّغِ اسلام بن کر جنوں میں تبلیغِ اسلام کرنے لگے۔[3]

جن ایک مخلوق ھے: جس طرح انسانوں کا وجود ہے اِسی طرح جنوں کا بھی وجود ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ عربی زبان میں جس لفظ میں "جیم، نون" جمع ہوتے ہیں اس میں پوشیدگی کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں۔ دل چونکہ مخفی رازوں کا خزانہ ہے اور دل کی بات ظاہر نہیں ہوتی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس

---

[3])(مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، الفصل الأول، 3/1601، الحديث 5748۔(10)، المكتب الإسلامي – بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985م)

لیے عربی زبان میں دل کو "جَنَّان" کہتے ہیں۔ اِسی طرح عربی زبان میں ڈھال کو "جُنَّة" کہتے ہیں۔ کیونکہ ڈھال کی آڑ میں آدمی چھپتا ہے۔ اور ڈھال سے آدمی آڑ میں آجاتا ہے۔ یونہی دیوانگی چونکہ عقل کو پوشیدہ کر دیتی ہے۔ اِس لیے عربی زبان میں دیوانگی کو "جُنُون" کہتے ہیں۔ ماں کے پیٹ جو بچہ ہو، چونکہ وہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ اِسی لیے اُسے عربی میں "جَنِین" کہا جاتا ہے۔ باغ اپنے پتوں اور درختوں سے زمین کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اِس لیے اسے عربی زبان میں جنت کہا جاتا ہے۔

دیکھ لیجئے کہ اِن سب لفظوں میں "جیم" اور "نون" موجود ہے گویا عربی کے جس لفظ میں "جیم، نون" جمع ہوں گے اس میں پوشیدگی وار نظر نہ آنے کی حقیقت موجود ہوگی۔ لفظ "جن" بھی اِسی قبیل سے ہے کہ یہ مخلوق چونکہ نظر نہیں آتی۔ اِس لیے اِسے جن کہا جاتا ہے. اور بھائیو! جب قرآن پاک سے اس مخلوق کا وجود ثابت ہے تو پھر ایک مسلمان کے لیے کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ اس کا انکار کرے۔ اور طرح طرح کی تاویلیں کرتا پھرے۔ اور اپنی محدود عقل اور ناپائیدار فلسفہ کے ڈھکوسلوں سے یوں کہے کہ جن کوئی مخلوق نہیں۔ اور یہ تو ایک جنگلی قوم کا نام ہے جو پہاڑوں میں رہنے کے باعث لوگوں سے مخفی (چھپی) رہتی تھی۔ اِس لیے اُسے جن کہا گیا ہے۔

ازالہ وھم: اِس قسم کی خود ساختہ اور رکیک تاویلات (زبردستی گھڑی ہوئی تشریحات) سے قرآنِ پاک کی متعدد آیات کا انکار لازم آتا ہے۔ قرآنِ پاک میں دیگر آیات کے علاوہ صاف صاف بھی فرمایا گیا ہے کہ "خَلَقَ الجَانَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ" (الرحمن:15) یعنی اور جن کو شعلہ مارنے والی آگ سے بنایا۔

دیکھ لیجیے، اِس آیتِ شریفہ میں خدا تعالیٰ نے انسان کے مقابلہ میں ایک دوسری قوم کی خلافت کا بیان فرمایا ہے۔ اس آیت سے پہلے یوں فرمایا: "خَلَقَ الإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ" (الرحمن:14) [یعنی انسان کو توکھر کھری مٹی سے پیدا کیا۔] اور پھر آگے فرمایا کہ "جن کو شعلہ مارنے والی آگ سے بنایا۔"

جنات کے منکرین: معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ مخلوق ہیں، اور جن کوئی انسانی مخلوق نہیں جو پہاڑوں میں رہنے والی ایک قوم تھی، بلکہ یہ دوسری ہی مخلوق ہے جو آگ سے پیدا کی گئی ہے۔ اور آگ میں چونکہ لطافت (باریکی ونرمی) ہوتی ہے، اس لیے جن اپنے لطیف (باریک اور نازک) مادہ کی وجہ سے نظر نہیں آتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت بڑی وسیع ہے، اس نے جہاں پانی اور مٹی سے مخلوق بنائی ہے، وہاں اس نے اجسامِ غیر محسوسہ (ایسے جسم جو حواس سے ادراک میں نہ آئیں) اور نظر نہ آنے والے عناصر (اجزاء) سے بھی مخلوق پیدا فرمائی ہے۔ اور چونکہ اجسامِ لطیفہ (باریک اجسام) میں بہ نسبت اجسامِ کثیفہ (سخت ودبیز اجسام) کے طاقت و استحکام زیادہ ہوتا ہے، اس لیے ایسی مخلوق قوی (طاقتور) اور دیرپا (زیادہ عرصہ باقی رہنے والی) بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ہوا، بجلی وغیرہ کو دیکھئے، اس میں طاقت بھی زیادہ ہے اور سُرعت (تیزی) میں بھی زیادہ۔ ہوا اور بجلی اپنی اسی لطافت (باریکی) کی وجہ سے آناً فاناً (فوراً اور جھٹ پٹ) دور پہنچ جاتی ہے۔ یہ وائرلیس، ریڈیو، ٹیلیفون اور دیگر آلات اسی بجلی کی لطافت کے باعث ہماری آوازوں کو بھی دور دور تک پہنچا دیتے ہیں۔ جن چونکہ آگ سے بنائے گئے ہیں، اس لیے ان میں بہ نسبت خاکی مخلوق کے قوت بھی زیادہ ہوتی ہے اور عمریں بھی طویل۔ الغرض جن ایک مخلوق ہے اور اُن کا نظر نہ آنا ان کی لطافت کے باعث ہے۔ فقیر نے جو آیت کریمہ ابتداء میں لکھی ہے، اس میں جنّوں ہی کا بیان ہے اور اس وجہ سے اس سورۃ کا نام "سورۃُ الجنّ" ہے۔

بعثت سے پہلے کے جن: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے قبل جنّوں اور شیطانوں نے آسمان کے قریب اپنے ٹھکانے بنا رکھے تھے۔ وہاں پہنچ کر آسمانی باتیں فرشتوں سے سُن سُن کر آیا کرتے تھے، اور پھر ان باتوں میں بہت سا جھوٹ بھی ملا کر کاہنوں (غیب کا دعویٰ کرنے والے) سے کہا کرتے تھے۔ کاہن ان باتوں کو اپنی پیش گوئیوں کے رنگ میں بیان کر کے اپنا سِکّہ جماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے جب نبوت سے

سر فراز فرمایا تو دَفعتہً (اچانک اور فوراً) سارے جِنّوں اور شیاطین کو آسمان سے روک دیا گیا۔ پھر کسی کی مجال نہ رہی کہ کوئی آسمان کے قریب جاسکے۔ اور اگر کوئی گیا تو آسمان کے ستاروں سے اُن پر آگ کے شعلے مارے گئے۔ اور یہ ستارے گویا ان کے لیے آتش برسانے والے ٹینک بن کر اُن کا پیچھا کرنے لگے۔ ایک دن جِن اور شیاطین ابلیس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ سبب کیا ہے جو ہم اب آسمان پر نہیں جاسکتے، اور اگر کوئی گیا بھی تو اس پر آگ کے شعلے مارے گئے؟ ابلیس نے کہا کہ ضرور کوئی نہ کوئی نیا حادثہ (واقعہ) زمین پر ہوا ہے۔ اب تم تمام روئے زمین پر اس کے مشرق و مغرب میں، ایک ایک گاؤں، ایک ایک شہر، ہر ایک آبادی میں پھیل جاؤ اور دیکھو کہ کس جگہ کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے ہم آسمان پر جائیں تو ہم پر یہ ستارے آگ بن کر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

چنانچہ یہ جِن اور شیاطین روئے زمین پر بکھر گئے اور تجسّس (تحقیق و کھوج) کرنے لگے کہ زمین پر کہاں کوئی نیا واقعہ ہوا ہے۔ جب یہ مکّہ مکرمہ کی طرف آئے تو حجاز کے میدان میں عُکاظ بازار[4] کے قریب، کھجوروں کے درختوں کے نیچے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ نمازِ فجر ادا فرما رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت کرا رہے تھے۔ جِنّات نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت سُن لی اور کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ آپس میں کہنے لگے: دیکھو یہی وہ بات ہے جس کے سبب ہم آسمان پر جانے سے روک دیئے گئے۔ اور پھر وہیں کھڑے کھڑے مسلمان ہو گئے۔

یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ کُتُبِ تفاسیر میں موجود ہے، اور **بخاری شریف، ص ۷۳۲، ج ۲**[5] پر بھی یہ واقعہ مذکور ہے۔

صاحبِ تفسیر الکبیر لکھتے ہیں: "أَنَّ اللهَ تَعَالَى أَمَرَ رَسُولَهُ أَنْ يُنْذِرَ الْجِنَّ وَيَدْعُوَهُمْ إِلَى اللهِ تَعَالَى وَيَقْرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ"[6]

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اُنہیں اس بات پر مامور فرمادیا کہ وہ جِنّوں کو جاکر ڈرائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اُن کو بلائیں اور اُن کو قرآن سنائیں۔

چنانچہ یہ آئے تھے شیطان کے لیے مخبری (خبر پہنچانے) کے واسطے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت نے وہ اثر دکھایا کہ مسلمان ہو گئے۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے اپنی قوم کے ہادی (راہنما) اور مبلغ (دعوت دینے والے) بن کر گئے۔

بد قسمت انسان خوش قسمت جن: سورۃُ الجِنّ سے پہلے سورۃُ نُوح ہے۔ سورۃُ نُوح میں یہ بات بتلائی گئی تھی کہ نوح علیہ السّلام نے سینکڑوں برس وعظ (نصیحت اور تبلیغ) کیا، مگر چند اشخاص کے سوا شَقِی (بدبخت) قوم نے نہ مانا، آخر ہلاک ہوئی۔ اب اے قریش، تم جو نہیں مانتے اور انکار کرتے ہو تو یہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کا قصور نہیں، بلکہ تمہاری فطرت ہی سعید (نیک و مبارک) نہیں اور تمہاری استعداد ہی میں فُتور (کمزوری و بگاڑ) ہے۔ ورنہ جِن کی فطرت سعید تھی، وہ اس تعلیم سے مُستفید (فائدہ اُٹھانے والے) ہوئے۔ دیکھ لو، چند جِنّوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن سُنا، باوجودیکہ وہ سننے کی نیت سے بھی نہ آئے تھے، محض گزرتے ہوئے صرف ایک بار ہی حضور ﷺ کو سنتے ہی ایمان لے آئے اور قرآن کی خوبی کے قائل ہو گئے، اور اپنے عیوب کا اقرار کر لیا۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ ہدایت یافتہ ہوئے بلکہ ہادی (راہنما) بھی بن گئے، اور اپنی قوم میں جاکر اسلام لانے کی ترغیب دینے لگے۔ اور بانیِ اسلام کے شیدائی (محبت کرنے والے) اور ایسے خوش اعتقاد (اچھے عقیدے رکھنے والے) بنے کہ جنہیں سن کر وہابی مشرک کہیں گے، اور وہ اگر وہابیوں کے عقیدے سن لیں تو وہ اُنہیں وہی کہیں گے جو ہم کہتے ہیں۔

---

4)سُوق عُکاظ یا عُکاظ بازار ایک قدیم موسمی بازار تھا جو قبلِ اسلام عربوں کا بڑا تجارتی، ادبی اور ثقافتی میلّہ سمجھا جاتا تھا—اس میں قبیلے تجارتی معاملات کے ساتھ ساتھ شاعری، خطابت اور فکری مقابلے بھی منعقد کرتے تھے۔

5)(صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، سورة قل أوحي إلي، 4/ 1874، الحديث 4637، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

6)(تفسير الرازي = مفاتيح الغيب أو التفسير الكبير، سورة الأحقاف: 29إلى 32، 28/ 27، الحديث 4637، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثالثة – 1420هـ)

ظهور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جنوں کا عقیدہ تھا کہ عیسی علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نے نہیں آنا اسی لیے وہ آسمان آتے جاتے لیکن اچانک ان کا آنا جانا بند ہو گیا۔ اب انہیں معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تشریف لائے چنانچہ حدیث میں ہے:

"وَقَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا: «لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي تَنَبَّأَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَنِعَتِ الشَّيَاطِينُ مِنْ خَبَرِ السَّمَاءِ، رَمَوْا بِالشُّهُبِ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِإِبْلِيسَ، فَقَالَ: بَعَثَ أَي لَعَلَّهُ بَعَثَ نَبِيٌّ، عَلَيْكُمْ بِالأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ أَي لِأَنَّهَا مَحَلُّ الْأَنْبِيَاءِ، وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عِنْدَ إِبْلِيسَ أَنَّ الرَّمْيَ بِالنُّجُومِ عَلَامَةٌ عَلَى بَعْثِ الأَنْبِيَاءِ، فَذَهَبُوا ثُمَّ رَجَعُوا، فَقَالُوا لَيْسَ بِهَا أَحَدٌ، فَخَرَجَ إِبْلِيسُ يَطْلُبُهُ بِمَكَّةَ: أَي لِأَنَّهَا مَظِنَّةُ ذَلِكَ بَعْدَ مَحَلِّ الأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَاءَ مُنْحَدِرًا مَعَهُ جِبْرِيلُ، فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: بُعِثَ أَحْمَدُ وَمَعَهُ جِبْرِيلُ»"[7] (سيرة حلبية)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضي الله عنهما فرماتے ہیں کہ جس روز حق تعالیٰ نے حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلعتِ نبوّت پہنایا تو شیاطین کو آسمانی خبر حاصل کرنے سے روک دیا گیا، اور ان پر شُہُب (شعلہ دار آگ) پھینکی جانے لگی۔ شیاطین نے ابلیس سے شکایت کی تو اس نے کہا: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارضِ مقدّس میں کوئی نبی مبعوث ہوا ہے۔ شیاطین تحقیقات کے لیے ارضِ مقدّس گئے اور لوٹ کر آگئے کہ وہاں کسی نبی کا ظہور نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد ابلیس اس جستجو میں مکہ گیا، تو وہاں اس نے حضور آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غارِ حرا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دیکھا۔ ابلیس نے اپنے دوستوں کے پاس واپس آکر کہا کہ مکہ میں احمد مبعوث ہوئے ہیں اور اُن کے ساتھ جبرئیل ہیں۔

فائدہ: حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے ابلیس اور اس کی پارٹی کو گھبراہٹ ہوئی، مگر اہلِ ایمان جن اور انسان خوش ہوئے۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد مرحبا

سببِ اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: کسی امر کے متعدد اسباب بھی ہو سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضي الله عنه کے اسلام کے اسباب میں سے ایک سبب:

"صحیح بخاری میں حضرت عمر رضي الله عنه سے روایت ہے کہ اُن کے پاس ایک خوبصورت مرد گزرا۔ حضرت عمر نے اس سے حال دریافت کیا۔ اس شخص نے بتایا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں عرب کا کاہن (غیب گو) تھا۔ حضرت عمر رضي الله عنه نے فرمایا کہ جنّیہ (جنّات میں سے عورت) کی کوئی عجیب و غریب بات سناؤ۔ اُس شخص نے کہا کہ جنّیہ ایک روز بازار میں ملی تو اس نے یہ اشعار پڑھ کر سنائے:

أَلَمْ تَرِ الْجِنَّ وَإِبْلَاسَهَا وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا وَلُحُوقِهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے سچ کہا میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ میں ایک روز ایک بت کے پاس سو رہا تھا۔ ایک آدمی ایک گائے کا بچہ بت پر چڑھانے آیا۔ اُس شخص نے اُس بچہ کو بت کے سامنے ذبح کیا۔ اس بچہ کے پیٹ میں سے یکایک شور پیدا ہوا:

---

[7])(السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، باب: ما جاء من أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أحبار اليهود وعن الرهبان من النصارى الخ، 1/ 302، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية – 1427هـ)

" يَا جَلِيحُ أَمْرٌ نَجِيحٌ رَجُلٌ فَصِيحٌ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ"[8]

یعنی اے جلیح یہ امر نجات دینے والا ہے، مرد نصیحت کرنے والا ہے وہ" لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ" کہتا ہے۔

یہ آواز سن کر لوگ بھاگ پڑے، میں وہیں ڈٹا رہا۔ یہی کلمات میں نے دوبارہ، سہ بارہ سنے۔ اِس واقعہ کو کچھ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر مشہور ہو گئی ۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر خلیفہ راشد کے اسلام کا سبب بھی جنّات کی عقیدت بنی۔

قصہ سواد بن قارب: مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے اسلام لانے کی بات سناؤ سواد نے کہا ایک جن میرا دوست تھا۔ میں رات کو سویا ہوا تھا اس نے مجھے جگا کر کہا۔ اٹھو سمجھ لو۔ جان لو لوئی بن غالب میں سے ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث کیا گیا ہے۔ پھر اُس نے یہ اشعار پڑھے:

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَأَنْجَاسِهَا *** وَشَدَّهَا الْعِيسُ بِأَحْلَاسِهَا

یعنی جنّات سے میں تعجب کرتا ہوں اور جنّات کے نجس لوگوں سے تعجب کرتا ہوں اور اس امر سے تعجب کرتا ہوں کہ وہ اپنے اونٹوں پر کجاوے باندھتے ہیں۔

تَهْوِي إِلَى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدَى *** مَا مُؤْمِنُوهَا مِثْلَ أَرْجَاسِهَا

یعنی وہ جنات مکہ کی طرف میل کرتے ہیں اور ہدایت کی خواہش کرتے ہیں۔ ان جنّات میں جو مومن ہیں وہ ان کے نجس جنّات کی مثل نہیں۔

فَانْهَضْ إِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ *** وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ إِلَى رَأْسِهَا

یعنی " پھر اُٹھو اور بنی ہاشم کی برگزیدہ ہستیوں کی طرف رخ کرو، اور اپنی نگاہوں کو ان کے سردار (سب سے بلند مرتبہ) کی طرف اٹھاؤ" یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کہ نبی ہاشم کے راس ہیں۔

یہ اشعار سنا کر اُس نے سنجیدہ اور تہدید آمیز انداز میں کہا: اے سَواد، اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو مبعوث کیا ہے، تُو اس نبی کے پاس جا، ہدایت پائے گا۔

دوسری شب اُس نے مجھے بیدار کر کے یہ اشعار سنائے:

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتُطْلَابُهَا *** وَشَدَّهَا الْعِيسُ بِأَقْتَابِهَا

یعنی میں جنّات سے اور اُن کی طلب سے تعجب کرتا ہوں اور جنّات اونٹوں پر کجاوے باندھتے ہیں اُن پر تعجب کرتا ہوں کہ وہ آمادۂ سفر ہیں۔

تَهْوِي إِلَى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدَى *** مَا صَادَقُوا لِلْجِنِّ كَكَذَّابِهَا

یعنی وہ جنّات مکہ کی طرف میل کرتے ہیں اور ہدایت کی خواہش کرتے ہیں۔ جنّات کے صادق لوگ ان کذابوں کے مثل نہیں۔

فَارْحَلْ إِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ *** لَيْسَ قُدَّامَهَا كَأَذْنَابِهَا

---

[8])(صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب إسلام عمر بن الخطاب رضي الله عنه، 3/ 1404، الحديث 3653، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/ 1993م)

یعنی ہاشم سے جو چنیدہ سردار ہے اس کی طرف توکوچ کر دے۔ جنّات کے اگلے لوگ اُن کے بعد کے لوگوں اور اتباع کی مثل نہیں۔

تیسری بار بھی اُس جن نے مجھے اِسی مضمون کے اشعار سنائے۔ یہ اشعار مسلسل سن کر میرے دل میں اسلام کی محبت جاگزیں ہو گئی۔ اس کے بعد میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرّف بہ اسلام ہو گیا۔[9] (رواہ بیھقی)

نبی علیہ السلام کی آمد کی بشارت: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مدینہ میں ایک عورت کے جن تابع تھا۔ وہ عورت کاہنہ بنام حطیمہ مشہور تھی۔ ایک روز وہ جن ایک پرندہ کی صورت میں مکان کی دیوار پر آکر بیٹھ گیا۔ اُس عورت نے اُس جن سے کہا اُتر آؤ جن نے انکار کر دیا اور کہا کہ ملک میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے جس نے زنا کو حرام قرار دے دیا ہے اور ہمیں یہاں ٹھہرنے سے منع کر دیا ہے۔[10] (طبراني في الأوسط)

نبی علیہ السلام کی آمد کی برکت: اِرطاۃ بن المنذر کہتے ہیں کہ میں نے سنا وہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت تھی، اُس سے ایک جن جماع کیا کرتا تھا۔ کچھ دنوں وہ غائب رہا۔ ایک دن وہ جن مکان کے روشندان سے جھانکتا ہوا نظر آیا۔ عورت نے کہا: "کیا بات ہے۔ "اب تو نے میرے پاس آنا جانا کیوں ترک کر دیا ہے؟ جن نے کہا کہ مکہ میں ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ اُس نے زنا کو حرام قرار دے دیا ہے اور سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ (رواہ ابو نعیم)

جن کا اعلان: حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کسی جن نے جبل ابو قبیس پر چڑھ کر یہ آواز دی اور اشعار پڑھے:

قَبَحَ اللّٰہُ رَأْيَ كَعْبِ بْنِ فَهْرٍ *** فِي رَقِيقِ الْعُقُولِ وَالْأَحْلَامِ

یعنی برا کرے اللہ تعالی راے کعب بن فہر کہ یہ لوگ کتنے سُبک عقل (کم فہم اور نادان) ہیں۔

نَبَّهَا أَنَّهَا يُعَنَّفُ فِيهَا *** دِينُ آبَائِهَا الْحُمَاةِ الْكِرَامِ

یعنی بنی کعب کا دین ان کے آباءِ کرام حمایت کرنے والوں کا دین ہے وہ اس دین میں ملامت کیے جاتے ہیں۔

حَالَفَ الْجِنُّ حَبْرُ بُصْرَى عَلَيْكُمْ *** وَرِجَالُ النَّخِيلِ وَالْآطَامِ

یعنی تمہارا ساتھ جنّات دیں گے جس وقت تم پر حکم کیا جائے گا۔ اور وہ مرد تمہارا ساتھ دیں گے جو نخیل واطام کے ہیں۔

يُوشِكُ الْخَيْلُ أَنْ تَرَوْهَا نَهَادِي *** تَقْتُلُ الْقَوْمَ فِي الْبِلَادِ الْعِظَامِ

یعنی قریب ہے تو سواروں کو دیکھے گا کہ وہ خرام (ناز و انداز) کریں گے ایسی حالت میں کہ قوم کے بڑے بڑے شہروں میں قتل کریں گے۔

هَلْ كَرِيمٌ مِنْكُمْ لَهُ نَفْسٌ حُرٌّ *** مَاجِدُ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَعْمَامِ

یعنی کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا کریم ہے کہ اُس کا نفس آزاد ہے اور اس کے ماں باپ اور چچا شریف ہیں۔

ضَارِبٌ ضَرْبَةً تَكُونُ نِكَالًا *** وَرَوَاحًا مِنْ كَرْبَةٍ وَاغْتِنَامِ

یعنی وہ کریم ایسی ضرب لگانے والا ہو کہ وہ عذاب اور خوشی ہو سختی اور غم سے۔

---

[9])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ، ص135، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

[10])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ، ص136، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

یہ اشعار مکہ میں اِس قدر مقبول ہوئے کہ ایک ایک مشرک کی زبان پر تھے۔ کفار اس مضمون کو سن کر بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے۔ دیکھو تمہارے قتل اور شہر بدر کرنے کا حکم غیب سے ہوا ہے مسلمانوں کو بہت رنج ہوا حضور سے عرض کیا گیا۔ حضور نے فرمایا۔: یہ شیطان مِسعَر تھا۔ اللہ تعالیٰ عنقریب اس کو سزا دے گا۔ تیسرے دن سمجح زور آور دیو مسلمان ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اُس کا نام عبد اللہ رکھا۔ عبد اللہ نے مِسعَر کو قتل کرنے کی اجازت چاہی، حضور ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "مسعر آج قتل ہو جائے گا" مسلمان بہت خوش ہوئے، اسی روز شام کے وقت پہاڑ سے ایک سخت آواز بلند ہوئی:

نَحْنُ قَتَلْنَا مُسْعِرًا *** لَمَّا طَغَى وَاسْتَكْبَرَا

وَسَفَّهَ الْحَقَّ وَسَنَّ الْمُنْكَرَا *** بِشَتْمِهِ نَبِيَّنَا الْمُطَهَّرَا[11]

یعنی ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا جبکہ اُس نے سرکشی اور تکبر کیا مسعر شیطان نے حق کو سبک (حقیر) سمجھا اور امر منکر کو سنت ٹھہرایا۔ میں نے مسعر کا قناع (پردہ) اس تلوار سے بنایا جو بنیاد ہستی کو کھودنے والی اور قاطع ہے اس شیطان کو اس سبب سے میں نے قتل کیا کہ اس نے ہمارے نبی مطہر کو برا کہا ہے۔

جندل کو دولت اسلام: کتاب " شرف المصطفى " میں جندل بن نضلہ سے یوں روایت کی ہے، جندل بن نضلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میرا ایک دوست جنّات میں سے تھا وہ یکایک میرے پاس آیا اس نے کہا:

هَبْ فَقَدْ لَاحَ سِرَاجُ الدِّينِ *** بِصَادِقٍ مُهَذَّبٍ أَمِينٍ

یعنی اُٹھ تحقیق دین کا چراغ روشن ہوا ایسے پیغمبر کے سبب سے جو صادق، مہذب اور امین ہے۔

أَدْلَجَ عَلَى نَاجِيَةٍ أَمُونٍ *** تَمْشِي عَلَى الصَّحْصَحِ وَالْحُزُونِ

یعنی سوایسی اونٹنی پر کوچ کر جو نجات دینے والی ہے اور خلقت میں مضبوط ہے اور وہ نرم زمین اور سخت دونوں پر چلتی ہے۔

یہ اشعار سن کر میں خوف وہراس کی حالت میں بیدار ہوا میں نے پوچھا کیا واقعہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا:

"وَسَاطِحُ الْأَرْضِ وَفَارِضُ الْفَرْضِ لَقَدْ بُعِثَ مُحَمَّدٌ فِي الطُّولِ وَالْعَرْضِ نَشَأَ فِي الْحَرَمَاتِ الْعِظَامِ وَهَاجَرَ إِلَى طَيْبَةَ الْأَمِينَةِ ."

یعنی قسم ہے زمین کے مسلح کرنے والے کی، فرض کے فرض کرنے والے کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام روئے زمین پر مبعوث کیے گئے ہیں۔ محمد ﷺ نے عظیم حرمات یعنی مکہ میں نشو نما پایا ہے اور طیبہ امینہ کی طرف ہجرت کی ہے۔

یہ سنتے ہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں یہ غیبی آواز میرے کان میں آئی:

يَا أَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُزْجِي مَطِيَّتَهُ *** نَحْوَ الرَّسُولِ لَقَدْ وَفَّقْتَ لِلرُّشْدِ[12]

یعنی اے وہ شتر سوار جو اپنی اونٹنی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے جانے والا ہے تحقیق تو نے ہدایت کی توفیق پائی ہے۔

---

[11])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ ، ص142، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

[12])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ ، ص143، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

ظھورِ نبی کی خوشخبری: جُبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے ایک مہینہ قبل ہم لوگ بوانہ میں ایک بت کے پاس بیٹھے تھے، ہم نے اونٹ ذبح کیا، اونٹ کے پیٹ میں سے کسی آواز دینے والے نے پکار کر کہا:

"أَلَا اسْمَعُوا إِلَى الْعَجَبِ: ذَهَبَ اسْتِرَاقُ السَّمْعِ لِلْوَحْيِ وَيَرْمِي بِالشُّهُبِ لِنَبِيٍّ بِمَكَّةَ اسْمُهُ أَحْمَدُ مُهَاجِرُهُ إِلَى..."

یعنی تم لوگ سُنو! تعجّب کی بات ہے، وحی کے واسطے جو استراقِ سَمع (چُپکے سے سُن لینا) تھا۔ یعنی شیاطین آسمان پر پہنچ کر وحی سنتے تھے، وہ امر جاتا رہا، جنّات پر آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں اس نبی کے سبب سے جو مکہ میں ہے اُس کا نام "احمد" ہے۔ اس کی ہجرت کی جگہ یثرب ہے۔

جبیر کہتے ہیں کہ ہم یہ بات سن کر تعجب میں پڑ گئے یہاں تک کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو گیا۔[13] (طبقات)

تمیم کو اسلام کی ھدایت: حضرت تمیم داری کہتے ہیں کہ جس وقت حضور سرورِ عالم ﷺ مبعوث ہوئے ہیں، میں شام میں تھا، میں کسی کام سے جنگل گیا تھا رات ہو گئی، وہیں لیٹ گیا۔ اچانک مجھے آواز آئی کسی شخص نے مجھ سے کہا کہ جن کسی شخص کو اللہ تعالی سے نجات نہیں دلا سکتا۔ میں نے کہا خدا کی قسم تو نے کیا کہا؟ تو آواز آئی کہ رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا ہے، ہم نے مقام جحون میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اب جنّات کا مکر و فریب دور ہو گیا، اب جنّات آگ کے شعلوں سے مارے جاتے ہیں، تو محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر مسلمان ہو جا۔

حضرت تمیم فرماتے ہیں کہ میں نے صبح اُٹھتے ہی ایک کاہن سے رات کے واقعہ کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ جن نے جو کچھ تجھ سے کہا سچ کہا۔ اُس نبی نے حرم سے ظہور کیا ہے اور اس کی ہجرت کی جگہ مدینہ ہے وہ خیر الانبیا ہے، تو ان کی طرف کیوں نہیں جاتا۔[14] (رواہ ابونعیم)

پیامِ اسلام جندع کو: جندع بن الصمیل سے روایت ہے کہ ان کے پاس کسی آنے والے نے آکر کہا:

" يَا جَنْدَعَ بْنَ الصَّمِيلِ أَسْلِمْ تُسْلَمْ، وَتَغْنَمْ، مِنْ حَرِّ نَارٍ تَضْرِمُ "

یعنی جندع بن الصمیل تو مسلمان ہو جا سلامتی پائے گا اس آگ کی حرارت سے جو بھڑکائی جائے گی اور غنیمت پائے گا یعنی کامیاب ہو گا۔

جندع نے اُس سے پوچھا اسلام کیا شے ہے؟ اُس نے کہا: " اسلام یہ ہے کہ تُو بُتوں سے بری ہو جا اور اَلمَلِکُ العَلَّام (سب سے بڑا بادشاہ) کے ساتھ اخلاص رکھ۔ " جندع نے اس سے پوچھا اسلام کی طرف راستہ کیوں کر ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ ایک روشن ستارے کا ظہور عرب سے عنقریب ہونے والا ہے۔ وہ کریم النسب ہے اور حرم سے ظہور کرے گا۔ عرب اور عجم اُس کے مطیع ہوں گے۔ جندع نے اپنے چچازاد بھائی نافع بن خداش کو مطلع کیا، کچھ دنوں بعد جب اُن کو یہ خبر ملی کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی ہے تو یہ دونوں بھائی بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔[15] (شرف المصطفی)

عباس بن مرداس: خود فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے مرتے وقت مجھے ضمار بت کے متعلق وصیت کی تھی۔ باپ کے مرنے کے بعد میں نے وہ بت مکان میں رکھ لیا اور اُس کی پوجا پاٹھ کرتا رہا جس وقت حضور ﷺ مبعوث ہوئے اُس بت کے پیٹ میں سے ایک رات آواز سنائی دی:

---

13)(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ، ص147، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

14)(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الرابع، في بعض ما ورد على ألسنة الكهان من البشائر به ﷺ، ص137، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

15)(شرف المصطفي، 26 - فصل: ذكر إسلام رافع بن خداش)

(الإصابة في تمييز الصحابة، الراء بعدها الألف، 2531- رافع بن خداش، 2/ 362، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى - 1415هـ)

"قُلْ لِلْقَبِيلَةِ مِنْ سَلِيمٍ كُلِّهَا هَلَكَ الْأَنِيسُ وَعَاشَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ أَوْدَى ضِمَارٍ وَكَانُوا يَعْبُدُونَ مُدَّةً قَبْلَ الْكِتَابِ إِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ"

یعنی سلیم کے کل قبیلوں سے کہدو انیس ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد زندہ ہو گئے۔ ضمار ہلاک ہو گیا۔ ضمار کی پوجا کی جاتی تھی اس کتاب کے نازل ہونے سے پہلے جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔ "إِنَّ الَّذِي وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدَى بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدٍ"

یعنی تحقیق جو شخص قریش سے ہے اُس نے ابن مریم علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت میراث پائی ہے وہ ہدایت یافتہ ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو چھپائے رکھا کسی سے ذکر نہ کیا جب لوگ غزوۂ احزاب سے واپس آئے تو میں نے مقام عقیق میں ایک گرجدار آواز سنی، سر اٹھا کر دیکھا تو ایک آدمی شتر مرغ پر سوار نظر آیا وہ کہہ رہا تھا:

"النُّورُ الَّذِي وَقَعَ لَيْلَةَ الْإِثْنَيْنِ، وَلَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ، مَعَ صَاحِبِ النَّاقَةِ الْعُضْبَاءِ، فِي دِيَارِ إِخْوَانِ بَنِي الْعَنْقَاءِ"[16]

اُسی وقت جانبِ شمال سے ہاتف کی آواز آئی: "بَشَّرَ الْجِنَّ وَأَبْلَاسُهَا، إِنْ وَضَعَتِ الْمُطِيُّ أَحْلَاسَهَا، وَكَلَأَتِ السَّمَاءُ أَحْرَاسَهَا ."

یعنی بشارت دے جنّات کو اور ان کے نااُمید لوگوں کہ سواری کے ان کے کجاووں کو رکھ دیا۔ ظاہر کر دیا آسمان نے اپنے نگہبانوں کو۔

عباس کہتے ہیں کہ میں یہ سنتے ہی خوف کے مارے اچھل پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔[17] (رواه أبو نعيم)

مازن مسلمان ہوگیا: مازن السائی سرزمینِ عمان میں بتوں کا خدمتگار تھا اس کا ایک خاص بت تھا، اُس کا نام فاجز تھا، مازن کا بیان ہے کہ ایک روز ایک بت کے پیٹ میں سے آواز آئی وہ کہتا تھا: "اے مازن تو میرے پاس آ تجھے وہ میں سناؤں گا جو پوشیدہ رہنے کے قابل نہیں تو سُن لے وہ نبی مُرسل ہیں۔ وہ ایسے حق کو لایا ہے جو خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے تو اُس نبی پر ایمان لے آ۔"

یہ بات سن کر مجھے بہت تعجب ہوا۔ اس کے بعد پھر ایک دن اسی قسم کی آواز مجھے سنائی دی میں حیران تھا یہ کیا معاملہ ہے۔ اُسی دوران میں حجاز کی طرف سے ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اُس نے بیان کیا "تہامہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے۔ وہ لوگوں کو خدا کی دعوت دے رہا ہے اس کا نام احمد ہے۔" حضور سرورِ عالم ﷺ کی بعثت کی خبر سنکر میں روانہ ہو گیا۔ خدمتِ اقدس میں حاضر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے اسلام کی شرح فرمائی، میں مسلمان ہو گیا۔ میں نے حضور سرورِ عالم ﷺ سے عرض کیا کہ میں عیش و شراب کا متوالا ہوں، قحط سالیوں کی وجہ سے بیوی بچے دبلے ہو گئے ہیں اور میرا کوئی بیٹا نہیں، دعا فرمائے حق تعالیٰ اِس مصیبت کو دفع کر دے، حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ حضور کی دعا کی برکت سے میری سب پریشانیاں دور ہو گئیں۔

نصیبین میں تشریف لیجانا: حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نصیبین[18] میں گیا، میں نے اُس کے لیے دعا مانگی "یا اللہ اس شہر کی نہر کو میٹھا کر، اس کے درختوں کو ثمر دار (پھلدار) بنا اور اسے بکثرت بارش عطا فرما۔ (روح البيان)

---

16) **ترجمہ:** وہ نور جو پیر کے دن اور منگل کی رات ظاہر ہوا، اُونٹنی غَضباء کے مالک کے ساتھ، بنی اِخی عَنقاء کی سرزمین میں۔ (نوری)

17) (دلائل النبوة لأبي نعيم، الفصل السابع ذكر ما سمع من الجن وأجواف الأصنام والكهان بالإخبار عن نبوته، 1/ 119، الحديث66، دار النفائس، سنة النشر: 1406 هـ - 1986 م، رقم الطبعة: الطبعة الثانية)

18) نصیبین دیار ربیعہ کا شہر (قاموس) انسان العیون میں ہے کہ شام کا ایک شہر بعض نے کہا یمن کا ایک شہر ہے۔ (روح البيان)

ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ آدھی رات کے وقت نماز پڑھ رہے تھے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اُس وقت اکیلے تھے، ایک روایت کے مطابق آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: اس وقت آپ کو صرف صبح کی دو رکعت اور دو رکعت شام کو پڑھنے کا حکم تھا اور یہ صبح کا دوگانہ، اس صبح والی نمازہ کے علاوہ تھا جو پانچوں نمازوں میں سے ایک ہے اور پانچوں نمازوں کا حکم شبِ معراج میں ہوا اور جنّات کا آسمان پر چڑھنے کی رکاوٹ وحی کے ابتدا میں ہوئی تھی اور معراج بعثت کے دو سال بعد ہوئی، بہر حال ان جنوں کے نمائندوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلاوتِ قرآن مجید سنی اس وقت آپ "سورہ طٰہٰ شریف" تلاوت فرما رہے تھے اور وہ دن تھے جب آپ طائف سے تبلیغ کر کے واپس لوٹے تھے اور اسلام کے لئے اپنی قوم سے مدد چاہی لیکن سب نے آپ کی مدد سے انکار کر دیا تھا بلکہ الٹا ایذاء کے لیے لوگوں کو اکسایا اور آپ کو بہت ایذائیں پہنچائیں اور آپ پر پتھر برسائے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک لہولہان ہو گیا جیسا کہ اس کی تفصیل ہم نے "سورہ توبہ" کے آخر میں بیان کی ہے۔ آپ نے طائف میں ایک ماہ دس دن رہ کر وعظ فرمایا اور آپ کا قیام وادی نخلہ میں چند روز رہا۔ اس کے بعد پھر مکہ معظمہ واپس تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ اُن سے پھر کس طرح اسلام کے لیے مدد چاہیں گے جب کہ انہوں نے آپ کو وہاں سے نکالا، اور تکلیفیں پہنچائیں؟ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: زید ہمارا توکل کا معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ کوئی سبب ضرور بنائے گا اور وہی اپنے دین کی خود مدد کرے گا اور مجھے اُمید قوی ہے کہ وہ اس دفعہ میری ضرور مدد کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور جبلِ حراء میں آکر ٹھہرے اور مطعم بن عدی کے ہاں پیغام بھیجا کہ میں مکہ میں تیرے ہاں آکر ٹھہروں گا۔ اگر تم چاہو تو میں آجاؤں۔ اُس نے حامی بھر لی، یہ غزوہ بدر سے سات ماہ پہلے کا فر ہو کر مرا تھا، جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو مطعم اپنے چھ سات بچوں سمیت مسلح ہو کر آپ کو مسجد میں لے آیا اور خود کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے قرشیوں! میں نے (حضرت) محمد (ﷺ) کو پناہ دی ہے آج کے بعد انہیں کوئی بھی ایذاء نہ دے، اس کے بعد حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ بیت اللہ شریف میں تشریف لے جا کر طواف کیجئے۔ آپ بیت اللہ شریف تشریف لائے، طواف کے بعد نماز پڑھی اس کے بعد اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ اس کے بعد مطعم اور اس کے بیٹوں نے نگرانی کا حق ادا کیا۔ اور عرب کی عادت تھی کہ جس کی امان کا ذمہ اٹھا لیں تو اسے نبھانے کی کوشش کرتے تھے۔ اس لیے ابوسفیان نے کہا کہ اے مطعم جسے تو نے امان دی ہے، ہم نے بھی اسے امان دی۔

جنّات کی اطلاع: اسی پناہِ مطعم کے دوران جنّات مکہ معظمہ میں پہنچ چکے تھے لیکن حضور ﷺ کو مطلع نہیں کیا اللہ تعالی نے آپ کو بذریعہ وحی فرمایا کہ جنّات آپ کی تلاوتِ قرآن مجید بار بار سن رہے ہیں۔ (گویا کہ اس سے حضور علیہ السلام کو تسلی دلائی گئی۔)

جنّات کی گھر کو واپسی اور دوبارہ حاضری: جنات کے سات نمائندے تھے، وہ بطن[19] میں چند روزہ قیام کے بعد اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے اور انہیں حضور سرورِ عالم ﷺ کے پیغامات سنائے جس پر تمام جنّات نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں حاضری کا پروگرام بنایا، جب کہ ابھی آپ مکہ معظمہ میں تھے اس بار تین سو یا بارہ ہزار جن آئے۔ اور حجون[20] میں آکر ٹھہرے۔ حجون وہ جگہ ہے جہاں مکہ کے لوگوں کی قبریں

(روح البيان، سورة الأحقاف: 29 ، 8/ 487، دار الفكر - بيروت)

19) عربی میں لفظ "بَطن" (بفتح الباء والطاء) کا مطلب "وادی" یا "کسی قبیلے یا علاقے کا درمیانی حصہ" بھی ہوتا ہے۔

20) آج کل اس کا نام جنت المعلیٰ ہے۔

ہیں۔اُن میں سے ایک جن حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کی حضور!ہماری تمام برادری جون میں پہنچ چکی ہے اور آپ کی زیارت کی خواہش مند ہے، حضور سرورِ عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مجھے میرے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں جنّات کو قرآن مجید سناؤں اور انہیں احکامِ الٰہی بتاؤں اور انہیں رات کا فلاں وقت دیا۔ چنانچہ اُس رات کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حجون کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ نے ایک دائرہ کھینچااور مجھے فرمایا کہ تم اس دائرہ کے باہر سے نہ جاناجب تک میں واپس نہ آؤں، اس دائرہ کے اندر رہنا۔ اگر تم اس دائرہ سے نکلوگے تو پھر تا قیامت مجھے نہیں دیکھوگے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے ابنِ مسعود (رضی اللہ عنہ) تم اگر یہاں سے نکلوگے تو پھر تجھے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ یہ فرما کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام بیٹھ گئے اور قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا۔ اس وقت آپ نے "سورۃ اقرأ باسم ربک" یا "سورہ رحمن" پڑھی تھی۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنّات کا بہت بڑا شور سنتا تھا تو مجھے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر ہوئی، اِس لیے کہ جنّات نے حضور ﷺ کو چھپالیا تھا پھر علیحدہ ہوگئے اور جماعت بنا کر حاضر ہوتے تھے، جس وقت ایک جماعت حضور ﷺ کی زیارت کر کے واپس لوٹتی تو ایسے معلوم ہوتا جیسے بادل سیاہ آسمان پر نظر آیا ہے۔ اس وقفہ سے میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا تھا۔ جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ سلم فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو فرمایا: اے ابن مسعود کچھ دیکھا؟ عرض کی ہاں! مجھے بہت سا سیاہ (اندھیرا) نظر آتے تھے۔ ایسے محسوس ہوتے تھے جیسے جاٹ قوم (ایک دیہاتی) ہو۔

فائدہ: الزَّطّ ایک جن کا نام ہے اس کا واحد زَطّي آتا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) ایک جنّات کی جماعت ہے جو نعیبین سے آئے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور وہ شور کیوں مچاتے تھے۔ اور میں آپ کو دیکھتا تھا کہ آپ انہیں ڈنڈے سے دور ہٹاتے تھے اور فرماتے تھے بیٹھ جاؤ۔ اس کا سبب کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنے قاتل مقتول کا فیصلہ میرے سامنے پیش کر رہے تھے، میں نے اُن کا فیصلہ کیا اِس سے وہ خوش ہو رہے تھے ۔

دو جن لڑکیاں: حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بغرضِ تجارت نجران کی طرف جارہا تھا کہ راستے میں ایک درخت کے نیچے اپنے قافلہ سے جدا ہو کر میں جالیٹا، کیا دیکھتا ہوں کہ دو عجیب سی لڑکیاں اسی درخت کی طرف آرہی ہیں چنانچہ وہ دونوں آکر میرے قریب بیٹھ گئیں۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں تا کہ وہ سمجھیں کہ میں سو رہا ہوں۔ اُن میں سے ایک نے دوسری سے پوچھا کہ یہ شخص قوم کا سردار ہے اور بڑا سخی ہے۔ دوسری نے کہا بیشک مگر یہ آیا کہاں سے ہے اور ارادہ کہاں جانے کا رکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ طائف کے قبیلہ ثقیف سے آیا ہے. اور نجران جارہا ہے جہاں کے لوگ سب اس کے مخالف ہیں، کہا سچ ہے پھر اُس کے جانے میں اس کی بہتری ہے یا نہیں؟ دوسری نے کہا: اس پر راستہ آسان ہو جائے گا۔ اور یہ سب پر غالب آجائے گا۔ اس نے کہا: یہ سچ ہے، مگر انجام اس کا کیا ہو گا؟ کہا: سردار بن کر رہے گا۔ اور ایک نبی کریم کا پیروہو کر رہے گا۔ اور بڑا مرتبہ پائے گا۔ تیسری نے کہا وہ نبی کون ہے؟ اس نے کہا: "دَاعٍ مُجَابٌ لَهُ أَمْرٌ عُجَابٌ يَأْتِيهِ مِنَ السَّمَاءِ كِتَابٌ يُبْهِرُ الْأَلْبَابَ وَيَقْهَرُ الْأَرْبَابَ"

یعنی وہ اللہ کی طرف ایک بلانے والا ہے جس کی بات قبول کی جائے گی اور امورِ عجیب اُس سے ظاہر ہوں گے۔ آسمان سے اس پر ایک کتاب اترے گی جو عقل والوں کی عقلوں کو روشن کرے گی اور سرداروں کی گردنیں نیچی کر دے گی۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ اُن کی یہ باتیں سن کر میں اٹھا تو اُن لڑکیوں کو نہ پایا۔ پھر میں نجران پہنچا تو وہاں کے بڑے پادری کے پاس ٹھہرا۔ جو میرا دوست تھا۔ وہ پادری مجھ سے کہنے لگا: عروہ! یہ زمانہ نبی آخر الزمان کا ہے۔ جو تمہارے شہر مکہ سے ظاہر ہوں گے اور حق کی رہنمائی کریں گے۔ میں نے کہ: مگر

تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ وہ بولا ہاں! ہاں! قسم ہے مسیح کی کہ وہ سب پیغمبروں سے بہتر ہوں گے۔ اور سب سے آخر کہ اُن کے بعد پھر کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔ وہ تمہارے سامنے ظاہر ہوں تو سب سے اول تم اُن کی پیروی کرنا اور اُن پر ایمان لانا۔ میں نے کہا: پادری صاحب میں تو پہلے ہی سے دو جنوں کی باتیں سنکر اس نبی کا طالب ہو چکا ہوں، اب تمہارے کہنے سے اور بھی اس کی صداقت کا یقین ہو گیا ہے۔ اور اب میں ضرور ان کی پیروی کروں گا۔ حضرت عروہ کہتے ہیں: میں پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ [21]

حطیمہ کاھنہ: مدینہ منورہ میں ایک کاہنہ عورت تھی۔ جس کا نام حطیمہ تھا۔ اس عورت کے تابع ایک جن تھا۔ جو اس عورت کو بہت سی باتیں بتا دیا کرتا تھا۔ ایک دن یہ جن آیا تو اس عورت کے مکان کی دیوار پر کھڑا ہو گیا۔ اندر نہ آیا، حطیمہ نے کہا آج تم اندر کیوں نہیں آتے تا کہ حسب دستور ہم باتیں کریں؟ تو وہ جن بولا: یہ میری آخری ملاقات ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں۔ جنہوں نے زنا کو حرام قرار دے دیا ہے، یہ کہہ کر چلا گیا۔ حطیمہ نے یہ بات مدینہ منورہ میں مشہور کر دی اور مدینہ والوں نے سب سے پہلے حطیمہ ہی کی زبان سے حضور ﷺ کا تذکرہ سنا۔ [22]

عاشق جن: ایک عورت مدینہ منورہ میں ایسی تھی جس پر ایک جن فدا تھا اور وہ اس کے پاس آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک پرندے کی شکل میں آیا اور دور ہی بیٹھا رہا۔ عورت نے اُس کی وجہ پوچھی تو بولا: "إِنَّهُ خَرَجَ نَبِيٌّ بِمَكَّةَ وَإِنِّي سَمِعْتُ مَا جَاءَ بِهِ فَإِذَا هُوَ يُحَرِّمُ الزِّنا فَعَلَيْكَ السَّلَامُ "[23]

یعنی مکہ میں ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں۔ اور میں نے اُن کی تعلیم سنی ہے وہ زنا کو حرام فرماتے ہیں، لہذا آخری سلام۔ (رواہ احمد)

بُت میں جن: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایّامِ جہالت میں، میں ایک بت کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص ایک بچھڑا لایا، اور اس نے اُسے اس بت کے سامنے ذبح کیا۔ ناگاہ کسی چیخنے والے نے ایک چیخ ماری اور پھر یہ کہا: "يَا أَهْلَ ذَرِيحٍ أَمْرٌ نَجِيحٌ صَائِحٌ يَصِيحُ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ يَشْهَدُ أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ " یعنی اے خبر پوچھنے والے حیران! ایک نجات کی بات ظاہر ہونے والی ہے۔ ایک فصیح مرد کہہ رہا ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر تو۔

یہ سن کر لوگ دہشت سے بھاگے مگر میں وہیں رہا۔ کہ پھر آواز آئی: "يَا أَهْلَ ذَرِيحٍ أَمْرٌ نَجِيحٌ صَائِحٌ يَصِيحُ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ يَشْهَدُ أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ " یعنی اے خبر پوچھنے والے حیران! ایک نجات کی بات ظاہر ہونے والی ہے۔ ایک فصیح مرد کہہ رہا ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔

یہ سن کر میں چل دیا۔ تھوڑے دن گزرے کہ میں حضور ﷺ کی غلامی سے مشرف ہو گیا۔ [24] (حجة الله على العالمين، ص ۱۸۳، خصائص كبرى)

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے متعدد اسباب ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی اس بار رہبری ایک جن نے بھی کی۔

ھُبل بُت نے مشرکوں کو گالی دی: سب سے پہلے اسلام لانے والی حضرت خدیجۃ الکبری پھر حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت علی پھر زید بن حارث، پھر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی لونڈی جن کا نام درہ تھا۔ پھر حضرت عثمان، ان کے بعد حضرت زبیر، پھر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ان

---

[21])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الثالث في بعض ما أخبر به رهبان النصارى غير ما تقدم من البشائر به .، ص123إلى 124 ، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

[22])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ ، ص136، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

[23])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ ، ص136، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

[24])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ ، ص136، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

کے بعد حضرت طلحہ پھر حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم اجمعین اسلام لانے والے تھے اور کفار سے اپنے ایمانوں کو پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم رب تعالی بعد سلام فرماتا ہے اور آپ کو حکم فرماتا ہے کہ "لوگوں کو علی الاعلان اسلام کی طرف بلاؤ" حضور علیہ السلام یہ سن کر جبل ابی قبیس پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے تمام لوگوں کو ندا دے کر فرمایا کہ اے لوگو! تم کلمہ شریف "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ " پڑھو اور اسلام لے آؤ بت باطل ہیں۔ اُن کی عبادت نہ کرو، کفار نے جب یہ سنا تو دارالندوہ میں مشورہ کے لیے اکٹھے ہوئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہمارے معبودوں سے روکتا ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے ہم نہیں جانتے کہ کس طرح کہہ دیں کہ ہم اپنے تین سو ساٹھ معبودوں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ شیبہ، ربیعہ، ابو الولید، صفوان بن حارث، کعب الاشراف، اسود بن یغوث، صخر بن حارث، کنانہ بن ربیع وغیرھم جو رؤسائے کفار تھے۔ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اِس سے کیا مقصد ہے کہ ہمیں ایک ایسے خدا کی طرف بلاتا ہے جسے نہ ہم نے کبھی دیکھا اور نہ ہی اس کو پہچانتے ہیں اور وہ کیوں ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے؟ ان کفار میں سے ایک نے کھڑے ہو کر کہا کہ شاید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال لینے کا ارادہ کر رہے ہوں گے کیونکہ وہ بے مال ہیں۔ لیکن یہ وجہ دوستوں نے نہ مانی اور کہنے لگے کہ وہ جادوگر ہیں اور (العیاذ باللہ) وہ کذاب ہیں پھر ولید سے تمام کفار نے کہا: تم ہی کچھ بیان کرو۔ اس نے کہا کہ میں تین دن کے بعد ہی اپنی رائے دے سکوں گا چنانچہ مجلس برخاست ہو گئی، ولید کے دو بت جو سونے و جواہرات سے بنے ہوئے تھے اور ان دونوں کو بہت بلند جگہ پر رکھا ہوا تھا اور فاخرہ لباس سے انہیں مزین کیا ہوا تھا، ولید نے تین دن تک اس کی پوجا کی اور کہا اے میرے معبودو! میں نے تمہاری ایسی پوجا کی ہے کہ کسی نے بھی نہ کی ہو گی اس کے وسیلہ سے تو مجھے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں خبر دے۔ اندر شیطان نے داخل ہو کر جواب دیا کہ محمد ﷺ بت کے نبی نہیں ہیں تم اس کی تصدیق نہ کرنا یہ سن کر ولید خوش ہو کر کفار کے پاس جا کر واقعہ سنایا۔ انہوں نے کہا کہ کسی طرح یہ بات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سلم تک جا پہنچے تو اچھا ہے حضور علیہ السلام تک بات جا پہنچی، تو آپ غمگین نہ ہوں ولید غبیث کے لیے جس نے یہ بات پھیلائی ہے اُس کے لیے جہنم ہے۔ ولید نے جب یہ بات سنی تو ہنس پڑا اور کہا کہ چلو کوئی حرج نہیں جہنم ہی سہی پھر تمام کفار نے جمع ہو کر اپنے آگے ہُبل بت رکھ لیا اور اسے طرح طرح کے کپڑے پہنا کر اسے سجدے کرنے لگے پھر حضور علیہ السلام کو بلایا۔ حضور علیہ السلام عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے پھر ولید نے بت کو کہا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے: اس میں مسعر نامی ایک جن داخل ہو گیا اور حضور علیہ السلام کو گالی دینے لگا اور رکیک قسم کے جملے بولے، ابن مسعود نے حیران ہو کر کہا کہ حضور یہ بت کیا بکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابنِ مسعود ڈرو نہیں اس میں ایک راز ہے۔ پھر حضور واپس لوٹے، راستے میں آپ کو ایک سوار ملا جس نے سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے حضور علیہ السلام کو جب اس نے دیکھا تو گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور حضور علیہ السلام کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ اے سوار تو کون ہے تیرے سلام کرنے نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں قومِ جنّات سے تعلق رکھتا ہوں میری عمر کافی لمبی ہے۔ میں نوح علیہ السلام پر ایمان لا چکا ہوں کافی عرصہ سے میں وطن سے دور کسی کام کے لیے گیا ہوا تھا۔ آج ہی واپس لوٹا تو دیکھا کہ میری بیوی رو رہی ہے۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا: کیا تجھے مسعر شیطان کی خبر نہیں ہے؟ حضور علیہ السلام کے خلاف کیا کچھ نہیں کیا۔ میں نے اس کو صفا و مروہ کے درمیان پایا اور اسے قتل کر دیا یہ اس کا سر ہے۔ اور یہ اس کا خون میری تلوار پر ہے، اس کا بدن بغیر سر کے صفا و مروہ کے مابین پڑا ہوا ہے اور اس کی شکل کتے کی صورت ہو گئی ہے۔ حضور علیہ السلام خوش ہوئے اور اس کے لیے دعا فرمائی پھر پوچھا، تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرا

نام مہین بن عبہر ہے اور میں طورِ سیناء کے پہاڑوں میں رہتا ہوں، پھر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ اجازت دیں تو میں بت کے پیٹ میں داخل ہو کر کفار کو گالیاں دوں جیسا کہ مسعر نے آپ کے بارے میں بکواس کی تھی؟ حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی چنانچہ دوسرے دن پھر کفار جمع ہوئے اور بت کو عمدہ کپڑے وغیرہ پہنا کر سامنے رکھ کر سجدہ کیا۔ پھر حضور علیہ السلام کو بھی بلایا۔ کفار بت کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ اور تضرع وزاری سے کہنے لگے۔ اے ہُبل آج بھی کل کی طرح محمد ﷺ کے بارے میں کہہ، بت کے اندر سے آواز آئی اے مکہ کے باشندو تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیِ برحق کی طرف بلاتے ہیں ۔ تمہارے بت اور تم باطل ہو، گمراہ ہو اور گمراہ کرنے والے ہو پس اگر تم اُن پر ایمان نہ لائے اور نہ ہی تصدیق کی تو یاد رکھو قیامت کے دن نارِ جہنم میں ڈالے جاؤ گے اور اس میں ہمیشہ کے لیے رہو گے۔ محمد ﷺ کی اِتّباع کرو اور ان کی تصدیق کرو کیونکہ وہ خَیرُ البَرِیَّہ (تمام مخلوقات میں سب سے بہتر) ہیں۔ بت کے اندر سے جب یہ آواز کفار نے سنی، تو ابو جہل نے غصہ سے بت کو زمین پر دے مارا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں جلا دیا۔ نبی علیہ السلام خوشی خوشی واپس تشریف لائے اور راستہ میں پھر وہی جن مہین بن عبہر ملا۔ آپ نے اُس کا نام عبد اللہ بن عبہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رکھا۔

فوائد: (۱) کبھی اللہ تعالیٰ دشمن کو مہلت دیتے ہوئے اُسے خوش کرتا ہے لیکن بالآخر فتح حق کی ہوتی ہے۔

(۲) جس طرح انسانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے سرشار ہیں جنّات کو بھی یہ دولت نصیب ہے، تبھی تو حضرت عبد اللہ بن عبہر رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ دار کو قتل کر دیا۔

(۳) حضور سرورِ عالم ﷺ اپنے عُشّاق کی محبت و عشق کی داستانوں سے خوش ہوتے ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ وادی جنّات میں: حضور سرورِ عالم ﷺ جب حدیبیہ کے دن مکہ معظمہ سے واپس لوٹے تو راستہ میں پانی نہ ملا تو مسلمان سخت پیاسے ہو گئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جحفہ پہ قیام فرمایا اور حکم فرمایا کہ تم میں کون باہمت ہے جو فلاں کنوئیں سے پانی لے آئے اور میں اُس کی جنت کی ضمانت دیتا ہوں؟ ایک شخص نے عرض کی: "میں جاتا ہوں،" آپ ﷺ نے اُس کے ساتھ سقّون کی ایک جماعت بھیجی۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ اُن کے ساتھ تھے، فرماتے ہیں کہ جب ہم کنوئیں کے قریب پہنچے وہاں درخت بکثرت تھے۔ اُن سے عجیب و غریب آوازیں آرہی تھیں اور درخت عجیب ڈھنگ سے ہل رہے تھے اور اُن سے آگ کے شعلے بلند ہوتے نظر آئے، ہم اس سے سخت گھبرائے بالآخر ڈر کے مارے واپس آگئے، حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: "وہ جن تھے اگر میرے حکم پر تم چلے جاتے تو وہ تمہیں کچھ نہ کہتے۔" اس کے بعد ایک اور صحابی نے جانے کا عرض کیا وہ گیا تو ڈر کر واپس آگیا۔ آپ نے فرمایا: "تم چلے جاتے تو کچھ نہ ہوتا۔" صحابہ کی پیاس بڑھنے لگی سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا کہ فلاں کنوئیں سے پانی لاؤ۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کاندھوں پر مشکیں اور ہاتھوں میں تلوار لی اور چل پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے آگے چل رہے تھے اور یہ کلمات پڑھے:

أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ أَنْ أَبِيلَا *** عَنْ غُرَفِ جِنٍّ أَظْهَرَتْ تَنْوِيلَا

وَوَاقِدَهُ يَنْسِرُ أَنَّهَا تَهْوِيلًا *** وَفَرْعُهُ مَعَ فَرْقِهَا الطَّوِيلَا

جب کنوئیں کے قریب پہنچے تو آوازیں آنے لگیں اور درخت ہلنے لگے۔ اس سے ہم خائف ہوئے میرا خیال تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی پہلے دو صحابیوں کی طرح لوٹیں گے لیکن انہوں نے ہمیں فرمایا گھبراؤ نہیں میرے قدم بہ قدم چلتے آؤ۔ ان چیزوں سے نہ ڈرو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی۔ جب ہم

ان درختوں میں داخل ہوئے جہاں ہولناک آوازیں آتی تھیں اب وہاں سے سخت آگ کے شعلے نکلنے شروع ہوئے اور شعلوں سے کٹے ہوئے سر ظاہر ہونے لگے اس سے ہمارے تو اوسان خطا ہو گئے لیکن حضرت اُن سروں سے گزر کر فرماتے رہے کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ اور دائیں بائیں مت دیکھو۔ اب کوئی خوف نہیں رہا۔ ہم آپ کے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ اس کنویں تک پہنچے ہم نے ایک ڈول کنویں میں ڈالا، براء بن مالک نے ایک دو ڈول ہی پانی نکالا تھا کہ رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنویں میں گر گیا۔ کنویں سے قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں۔ حضرت علی نے کہا: کوئی ہے جو لشکرِ اسلام میں جا کہ ایک اور ڈول لے آئے ساتھیوں نے کہا ہمارے بس سے باہر ہے کہ ہم ان درختوں کے درمیان سے گذریں۔ حضرت علی کمر سے پٹکا باندھ کر کنویں میں اُتر گئے، کنویں سے قہقہوں کی آوازیں اور زیادہ زور دار لہجے سے آنے لگیں۔ جب حضرت علی کنویں کے درمیان میں پہنچے تو آپ کا پاؤں پھسل گیا اور آپ نیچے گر گئے، کنویں سے عجیب و غریب شور اٹھا اور اسی طرح آوازیں آنے لگیں جیسے کسی کا گلہ گھونٹا جا رہا ہو، اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے " اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، أَنَا عَبْدُ اللهِ وَأَخُو رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "[25] پکارا اور کہا مشکیں نیچے پھینکو، آپ نے تمام مشکیں پانی سے بھر لیں اُن کے منہ باندھے اور ایک ایک کر کے باہر نکالیں۔ بعد ازاں آپ نے دو مشکیں اٹھائیں اور ہم صرف ایک ایک جب اُن درختوں کے پاس پہنچے تو جو کچھ بھی ہم نے دیکھا اور سنا تھا وقوع میں نہ آیا، ہم درختوں سے گذرنے لگے تو ہمیں آواز سنائی دی، ہاتف نے حضور علیہ السلام کی نعت اور حضرت علی کی منقبت پڑھنا شروع کی جناب امیر المومنین نے تمام قصہ حضور علیہ السلام کو سنایا، جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ ہاتف عبد اللہ جن تھا جس نے بتوں کے شیطان مِسعر کو کوہِ صفا میں قتل کیا تھا۔

تبصرہ اُویسی غفرلہ: چونکہ یہ کام سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام مقرر تھا اسی لیے آپ اس کام میں کامیاب رہے۔ خوارج و نواصب[26] نہ مانیں۔ اُن کی بد قسمتی ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ شیر خدا میں اگر ایسی جرات نہ ہو تو پھر وہ شیر خدا کیسے۔ جس عبد اللہ بن عبہر نے نعتِ مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و منقبت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اِس کا واقعہ ہم تفصیل سے پہلے عرض کر چکے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ نعت و منقبت کا سلسلہ اہلِ ایمان میں قدیم زمانہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مُروَّج ہے۔ یہاں تک کہ جن مسلمان بھی اس نعمت سے سرشار تھے اس نعمت سے محروم ہے تو وہابی، نعت خوانی اور نعت گوئی اور نعت سننا عبادت ہے اِس کی تحقیق فقیر کے رسالہ "نعت خوانی" میں پڑھیں۔

جن صحابی حضرت سرق رضی اللہ عنہ: ایک روز حضرت عمرو بن عبد العزیز رضی اللہ ایک چٹیل میدان میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے راستے میں ایک بہت بڑا سانپ مرا ہوا دیکھا۔ آپ نے اپنی چادر پھاڑی اور اُس میں اس سانپ کو لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا۔ دفن کر دینے کے بعد آپ نے ایک آواز سنی کہ اے سرق میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ انہوں نے تم سے فرمایا تھا کہ "اے سرق، تم ایک چٹیل میدان میں مرو گے اور تمہاری تجہیز و تکفین ایک مردِ صالح کرے گا۔"

---

25) **ترجمہ:** اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں عبد اللہ ہوں اور رسول اللہ ﷺ کا بھائی ہوں۔ (نوری)

26) ناصبی (مسلمانوں کے ایک گروہ کا نام جو ایک روایت کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دشمنی رکھتا ہے) کی جمع لیکن بطور واحد مستعمل

حضرت عمرو بن عبد العزیز نے یہ آواز سنی، تو آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے۔ تم کون ہو؟ اور میں یہ کس کی آواز سن رہا ہوں؟ جواب ملا: میں اُن جنوں میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ انور سے قرآن سنا تھا، اُن جنوں میں سے میرے اور سرق کے سوا کوئی باقی نہ تھا۔ اور اب سرق بھی چل بسا اور صرف میں ہی رہ گیا ہوں۔[27] (حیواۃ الحیوان، ص۱۴، ج۱)

فائدہ: معلوم ہوا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے اور شرفِ صحابیت حاصل کرنے والے جنوں میں بھی ہیں۔ اور ہمارے حضور رسول الکل ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو یہ بھی علم حاصل تھا کہ فلاں شخص فلاں وقت اور فلاں زمین پر مرے گا۔

خوفناک وادی: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بنو تمیمی شخص نے اپنے اسلام لانے کا یہ قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک سفر کے دوران ایک بہت بڑے خوفناک ریگستان میں رات گزارنا پڑی۔ اس خوفناک ریگستان میں میری اونٹنی میرے ساتھ تھی۔ اور میں بالکل تنہا تھا، رات کا وقت تھا میں نے اونٹنی کو ایک جگہ بٹھایا اور خود لیٹ گیا اور سو جانے سے پہلے میں نے یہ پڑھا:

" أَعُوذُ بِعَظِيمِ هَذَا الْوَادِي " یعنی اِس وادی کے بڑے جن کے ساتھ میں پناہ مانگتا ہوں۔

یہ پڑھ کر میں سو گیا۔ سونے کے بعد خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک قوی ہیکل جوان جس کے ہاتھ میں ایک خنجر ہے آیا۔ اور آتے ہی وہ خنجر اس نے میری اونٹنی کے حلق پر رکھ دیا۔ یہ دیکھتے ہی میں گھبرا کر جاگ اٹھا اور ارد گرد دیکھنے لگا مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں اسے یونہی وہم و خیال سمجھ کر پھر سو گیا۔ دوبارہ پھر وہی جوان ہاتھ میں خنجر لئے نظر آیا۔ اُس نے خنجر پھر میری اونٹنی کے حلق پر رکھ دیا۔ میں پھر چونک پڑا اور دیکھا کہ میری اونٹنی بھی کانپ رہی ہے. میں پھر سو گیا۔ اور تیسری مرتبہ پھر یہی قصہ دیکھا اور اب تو میں ڈر کر اور گھبرا کر جاگ اٹھا۔ میں نے دیکھا کہ اونٹنی ڈر کے مارے بہت کانپ رہی ہے، میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی جوان ہاتھ میں خنجر لیے کھڑا نظر آیا۔ اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی دیکھا جس نے اس جوان کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ اور اونٹنی کے قریب آنے سے اُسے روک رہا تھا۔ اور وہ دونوں آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں تین بڑے بڑے بیل وہاں آگئے اور اس بوڑھے نے اس جوان سے کہا کہ ان بیلوں میں سے جو بیل چاہو اس میرے پڑوسی آدمی کی اونٹنی کے بدلے لے لو۔ مگر میرے پڑوسی آدمی کی اونٹنی کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ چنانچہ وہ جوان آگے بڑھا اور ان بیلوں میں سے ایک بیل اُس نے پکڑ لیا اور اسے لے کر وہاں سے چلا گیا، پھر وہ بوڑھا شخص مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ دیکھو بھائی! اب تم لوگ اس قسم کی ڈراؤنی جگہوں میں کسی جن کے ساتھ پناہ نہ مانگا کرو اِس لیے کہ اب ان کا زور اور اُن کا طِلِسم (جادو) ٹوٹ چکا ہے۔ اب تم یہ کہا کرو:

"أَعُوذُ بِاللَّهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ هَوْلِ هذَا الْوَادِي" یعنی میں محمد کے رب کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس وادی کے ہول سے۔

میں نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ اُس نے بتایا کہ یہ نبی عربی ہیں۔ میں نے پوچھا: کہاں رہتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ مدینہ منورہ میں، میں یہ سن کر انتہائی شوق میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا۔ اور سیدھا مدینہ منورہ آپہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی میرا یہ سارا قصہ خود ہی لفظ بہ لفظ سنا دیا۔ اور پھر مجھے مسلمان ہو جانے کے لیے ارشاد فرمایا، تو میں فوراً کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔[28]

---

[27])(حياة الحيوان الكبرى، الجن: الحكم ، 1/ 297 ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

[28])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ ، ص137 ، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

(حجة الله على العالمين، ص ۱۸۴)

فائدہ: ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ہر باطل کا زور و طلسم (جادو) ٹوٹ گیا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عالمگیر رسالت ہے اور جن بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ سے کوئی بات پوشیدہ و نہاں (مخفی) نہیں۔

مبلغ جن: حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے کچھ اونٹ گم ہو گئے اور میں اُن کی تلاش میں باہر نکلا تو انہیں ایک وادی میں پالیا۔ چونکہ میں تھک گیا تھا۔ اِس لیے تھوڑی دیر کے لیے وہیں سونے کے لیے لیٹ گیا اور عادت کے مطابق یہ پڑھا: "نَعُوذُ بِعَزِيزِ هَذَا الْوَادِي" اتنے میں میں نے سنا کہ کوئی یوں کہہ رہا ہے کہ

عَذْ يَا فَتَى بِاللهِ ذِي الْجَلَالِ *** وَالْمَجْدِ وَالنِّعْمَاءِ وَالْأَفْضَالِ

وَوَحِدِ اللهَ وَلَا تَبَالَ *** قَدْ صَارَ كَيْدُ الْجِنِّ فِي سِفَالِ

یعنی اے نوجوان! اللہ کے ساتھ پناہ مانگ جو عظمت و جلال اور فضل و کرم کا مالک ہے۔ اور اللہ کی توحید کا اقرار کر اور جنوں کا مکر و طلسم تو اب پستی میں جا پڑا ہے۔

میں نے یہ آواز سن کر کہا کہ اے ہاتف! صاف صاف بتاؤ کہ تمہارا کیا مطلب ہے اور میری ہدایت کے لیے کیا طریق ہے؟ تو پھر وہی آواز آئی کہ

جَاءَ رَسُولُ اللهِ ذُو الْخَيْرَاتِ *** بِيَثْرِبَ يَدْعُو إِلَى النَّجَاةِ

یعنی اللہ کے رسول تشریف لے آئے ہیں، جو یثرب (مدینہ منورہ) میں ہیں۔ اور نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔

میں نے کہا: اور تم کون ہو؟ تو آواز آئی کہ میں جن ہوں میرا نام عمرو بن اثال ہے۔ اور میں نجد کے مسلمان جنوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عامل مقرر ہوں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ میرے اونٹ کوئی شخص میرے گھر تک پہنچادے تو میں ابھی مدینہ منورہ حاضر ہو کر ایمان لے آؤں۔ آواز آئی کہ جاؤ تم مدینہ منورہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لاؤ تمہارے یہ اونٹ میں تمہارے گھر میں پہنچادوں گا۔ چنانچہ میں اسی وقت اُن اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ یہ دن جمعہ کا تھا اور جس وقت میں پہنچا ہوں اس وقت نماز ہو چکی تھی۔ اور صحابہ کرام مسجد سے نکل رہے تھے۔ میں اپنی اونٹنی بٹھا رہا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے اندر جلوہ حضور علیہ السلام تمہیں بلا رہے ہیں۔ چنانچہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے تمہارے اونٹ کو گھر تک پہنچانے کا وعدہ کیا تھا اس نے پورا کیا۔ پھر فرمایا: سنو! اُس نے تمہارے اونٹ تمہارے گھر پہنچا دیئے ہیں۔[29] (حجة الله على العالمين، ص ۱۸۵)

---

[29])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الباب الخامس في بعض ما ورد على ألسنة الجن من البشائر به ﷺ ، ص137إلى 138 ، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

فائدہ: ہمارے حضور ﷺ کی عظمت و رسالت کے ڈنکے ہر جگہ بج رہے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے کوئی شے مخفی نہیں۔ آپ نے جیسے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

جن صحابی کی موت: حضرت عیذار بن حریث رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صاحب آئے اور وہ اپنا ایک عجیب قصہ بیان کرنے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم چند احباب ایک سفر میں جارہے تھے کہ راستے میں ہم نے ایک زخمی سانپ کو دیکھا جو تڑپ رہا تھا(للشط بالی المہملہ بمعنی الاضطراب في الدم، خون میں لت پت) ہم نے دیکھا کہ وہ تڑپتے ہوئے گر گیا ہے۔ ہمیں اس پر رحم آیا۔ اور ہم میں سے ایک صاحب نے اپنا عمامہ پھاڑ کر اس میں اُسے لپیٹا اور ایک گڑھا کھود کر اُس میں دفن کر دیا۔ فرماتے ہیں دوسرے روز ہم اپنی منزل میں بیٹھے تھے کہ دو عورتیں آئیں جو بالکل اجنبی اور بہت خوبصورت تھیں۔ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ تم میں سے عمرو بن جابر کو کس نے دفن کیا ہے؟ ہم اس سوال سے حیران رہ گئے اور پوچھا: عمرو بن جابر کون؟ اور دفن کرنے کا کیا مطلب؟ وہ بولیں آپ میں سے کسی نے راستے میں کسی سانپ کو دفن کیا ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا: ہاں ہمارے اس ساتھی نے اپنا عمامہ پھاڑ کر اس میں ایک زخمی سانپ کو ضرور دفن کیا ہے۔ وہ بولیں کہ وہ آخری جن تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا تھا۔ یہ کافر و مسلمان جنوں میں لڑائی کے درمیان جنگ میں شامل ہو کر شہید ہوا۔ پھر کہا کہ تم نے اگر یہ کام دنیا کے لیے کیا تو اس کا بدلہ ہم ادا کریں۔ ہم نے کہا: ہم نے اللہ کی رضا پر انہیں دفنایا۔ کہا تم نے اچھا کیا، یہ کہہ کر چلی گئیں۔[30]

فائدہ: جس نے سانپ کو عمامہ پھاڑ کر لپیٹا وہ صفوان بن سعد معطل مرادی صاحب افک رضی اللہ تعالی عنہ اور جن کا نام عمرو بن جابر تھا۔

علامہ دمیری حیوۃ الحیون ،ص۱۷۴،ج۲ میں لکھتے ہیں کہ ان عورتوں نے یہ بھی کہا کہ یہ سانپ جو آپ نے دفن کیا ہے دراصل وہ جن تھا جو بڑا تہجد گزار اور روزے رکھنے والا تھا اور اس نے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر آپ کی تشریف آوری سے چار سو سال پہلے سن لی تھی اور یہ اسی وقت ایمان بھی لے آئے تھے۔[31]

فائدہ: ہمارے حضور ﷺ کی سینکڑوں سال پہلے ہی آپ کی تشریف آوری کے ڈنکے بج رہے تھے اور خوش نصیب تھے وہ افراد جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے بھی پہلے ہی آپ پر ایمان لے آئے اور کس قدر بد نصیب اور بد بخت ہیں وہ لوگ جو حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد آپ کی صداقت کے ظاہر و روشن نشان دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے۔ بھائیو! یہ قسمت کی بات ہے ہم خدا تعالیٰ کا جتنا شکر بھی ادا کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں خوش نصیب کیا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں غلام بنایا۔

جنّات صحابہ: جیسے انسانوں میں وہ خوش قسمت حضرات جنہیں دولتِ اسلام کے ساتھ زیارتِ مصطفے ﷺ نصیب ہوئی تو وہ صحابی کہلائے۔ ایسے ہی جنّات میں بھی ایسے خوش قسمت حضرات تھے، اُن میں سے چند واقعات ہدیۂ ناظرین ہیں۔

جن صحابی کی وفات: معاذ بن عبد اللہ بن معمر سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفان کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے جنگل میں دو بگولے آپس میں لڑتے دیکھے، لڑتے رہے اور کچھ دیر بعد جدا ہو گئے ہیں، دونوں کے لڑنے کی جگہ گیا اس مقام پر یہ دو سانپ مرے ہوئے

---

30)(روح البيان، الجن: 1إلي 5 ، 10/ 218 ، دار الفكر، بيروت ـ لبنان، 2018م)

31)(حياة الحيوان الكبرى، الجن: الحكم ، 1/ 297 ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

نظر آئے ایک سانپ میں سے مشک کی سی خوشبو آرہی تھی، میں حیران ہو کر اُن دونوں سانپوں کو الٹنے پلٹنے لگا۔ اُن میں ایک سانپ بہت پتلا زرد رنگ کا تھا مشک کی سی خوشبو اُسی سانپ میں سے آرہی تھی، میں نے اس سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کر دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر میں چل دیا راستہ میں آواز آئی: اللہ کے بندے تو نے بہت اچھا کام کیا، یہ دو سانپ ان جنّات میں سے تھے جو بنی شعیبان اور بنی قیس میں سے ہیں، ان دونوں کی آپس میں لڑائی ہوئی تھی جس سانپ کو تم نے کفن دے کر دفن کیا تھا وہ شہید تھا اور اُن جنّات میں سے تھا جنہوں نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وحیِ الٰہی سنی تھی۔[32]

فائدہ: جیسے ہمارا عقیدہ ہے کہ بعض لوگ بعض وُجوہ (چہرے) مقدس اور مرنے کے بعد مکرم و معزز ہوتے ہیں، ایسے مسلمان جنّات اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا۔

وہ جن ۴۰۰ برس پہلے حضور ﷺ پر ایمان لایا تھا: ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ عبد اللہ کے اصحاب میں سے ایک گروہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک سفید سانپ بل کھاتا ہوا نظر آیا۔ کچھ دیر بعد مر گیا۔ ایک شخص نے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر راستہ سے ہٹا کہ قافلہ کے ہمراہ چلتا رہا۔ ایک منزل پر مقیم ہوا، یکایک مغرب کی طرف سے چار عورتیں آئیں اور اُن میں سے ایک عورت نے پوچھا: "تم لوگوں میں سے کس نے عمرو کو دفن کیا ہے؟" میں نے کہا کون عمرو؟ اُس عورت نے کہا: میں یہ بات بتانے آئی ہوں کہ وہ پرہیز گار اور خدا کا بڑا عبادت گزار تھا، نمازی اور روزہ دار تھا۔ خدا کی کتاب اور خدا کے نبی پر ایمان رکھتا تھا اور تمہارے نبی کے مبعوث ہونے سے ۴۰۰ برس پہلے نبی کی صفت آسمان پر سنکر ایمان لایا تھا۔[33]

تصدیق فاروق اعظم: یہ واقعہ سن کر حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ اس عورت نے سچ کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے سنا تھا، آپ نے فرمایا کہ میرے مبعوث ہونے سے ۴۰۰ برس قبل وہ جن مجھ پر ایمان لایا تھا۔[34]

فائدہ: جنّات طویل العمر (لمبی عمر والے) ہوتے ہیں اُس فوت شدہ صحابی جن رضی اللہ عنہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پر چار سو برس پہلے ایمان لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی، بعثت سے پہلے بھی خلقِ خدا میں چرچے تھے۔ اور اس کا تذکرہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی کبھی کبھی بیان فرمایا کرتے تھے، جیسے جن مذکور کے بارے میں بیان فرمایا اور سابق انبیاء علیہم السلام صرف انسانوں کے نبی ہوتے۔ اور ہمارے نبی پاک ﷺ انسانوں کے بھی نبی ہیں اور جنوں کے بھی بلکہ نبیوں کے بھی نبی۔ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَبَارَكَ وَكَرَّمَ وَسَلَّمَ)

---

[32])(دلائل النبوة لأبي نعيم، الفصل السابع عشر ومما ظهر من الآيات في مخرجه إلى المدينة وفي طريقه صلى الله عليه وسلم، باب ما روي في جمعهم الصدقات ودفعها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، 2/ 362، الحديث256، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

[33])(دلائل النبوة لأبي نعيم، الفصل السابع عشر ومما ظهر من الآيات في مخرجه إلى المدينة وفي طريقه صلى الله عليه وسلم، باب ما روي في جمعهم الصدقات ودفعها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، 2/ 362إلى 363، الحديث257، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

[34])(دلائل النبوة لأبي نعيم، الفصل السابع عشر ومما ظهر من الآيات في مخرجه إلى المدينة وفي طريقه صلى الله عليه وسلم، باب ما روي في جمعهم الصدقات ودفعها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، 2/ 363، الحديث257، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

عمرو بن جابر: ابنِ سعد اور طبرانی اور حافظ ابو موسیٰ وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام میں عمرو بن جابر جن تھے، چنانچہ انہوں نے اپنے قول کی دلیل میں صفوان ابن معطل السلمی کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ شام کی جانب جارہے تھے۔ اچانک انہیں ایک تڑپتا ہوا سانپ نظر آیا جو فوراً ہی مر گیا۔ لہذا ایک شخص نے ایک کپڑا لے کر اُس میں اُس مردہ سانپ کو لپیٹا اور زمین میں گڑھا کھود کر اُس کو دفن کر دیا۔ مکہ پہ پہنچ کر مسجدِ حرام میں یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک ان کے پاس ایک شخص آیا اور معلوم کیا کہ عمرو بن جابر کو کس نے دفن کیا ہے؟ کہا ہمیں تو معلوم نہیں۔ پھر اُس نے سوال کیا کہ سانپ کو کس نے دفن کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ان صاحب نے، اس پر اُس اجنبی شخص نے دعائیہ کلمات کہتے ہوئے عرض کیا کہ عمرو بن جابر تو اُن جنّات میں سے آخری شخص تھے جنہوں نے آنحضور ﷺ سے قرآن کریم سنا تھا۔[35] اس واقعہ کو حاکم نے بھی "مستدرک" میں صفوان کے حالات کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

زوبعة رضی اللہ عنہ: ابنِ ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ ایک سانپ جو شدت کے باعث تڑپ رہا تھا، ایک تابعی کے خیمہ میں آیا انہوں نے اس کو پانی پلایا۔ اس کے بعد وہ سانپ مر گیا۔ انہوں نے اس کو دفن کر دیا، رات میں کسی نے اُن کے پاس آکر سلام کیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا کہ جس سانپ کو آپ نے دفن کیا وہ زوبعہ نامی ایک نیک اور صالح جن تھا۔[36] (حیٰوۃ الحیوان)

انصاری جنّوں کی قید میں: امام شافعی اور بیہقی نے یہ روایت بیان کی کہ ایک انصاری عشاء کی نماز کے لیے گھر سے نکلے تو ان کو جن نے اغواء کر لیا اور کئی سال تک غائب رکھا۔ اُسی دوران اُن کی بیوی نے شادی کر لی۔ پھر وہ مدینہ تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے جن پکڑ کر لے گئے تھے، اور اُن میں بہت سے حضرات کے ساتھ مجھے بھی قید کر لیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ مسلمان شخص ہے اس کو قید کرنا مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے اختیار دیا چاہے میں ان کے پاس قیام کروں یا اپنے اہل وعیال کے پاس چلا جاؤں، میں نے گھر آنے کو اختیار کر لیا تو مجھے مدینہ لے آئے۔

حضرت عمر نے اُن کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو اُن انصاری نے کہا کہ وہ لوبیا کھاتے ہیں اور وہ چیزیں جن میں خدا کا نام نہیں لیا جاتا۔ پھر حضرت عمر نے اُن کے پینے کے بارے میں پوچھا تو بتایا تلچھٹ اور بعضوں نے کہا کہ یہ گھاس ہے جو کھائی جاتی ہے اور یہ بھی کہا کہ "جدف" ہر اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز کھانے پینے کی موجود ہو لیکن اسے ڈھکا نہ گیا۔[37] (حیٰوۃ الحیوان)

ایک صحابی جن نے بھولے ہوئے مسافر کو راستہ بتایا: ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حاجیوں کا ایک قافلہ اثنائے سفر میں راستہ بھول گیا۔ جب راستہ نہ ملا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے قریب المرگ ہو گئے تو وہ کفن پہن کر ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ قریب ہی ایک درخت پر جن رہتا تھا، اس نے آکر بیان کیا کہ جنّات کے گروہ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن سنا تھا وہ تو سب فوت ہو گئے، میں باقی رہ گیا ہوں میں نے حضور سرورِ عالم ﷺ کی زبان مبارک سے سنا تھا۔ آپ فرماتے تھے:

"الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ عَيْنُهُ وَدَلِيلُهُ لَا يَخْذُلُهُ" یعنی مومن مومن کا بھائی ہے اُس کا دیدبان (نگہبان) اور رہبر ہے وہ اس کو خوار نہیں چھوڑتا۔

---

35)(حياة الحيوان الكبرى، الجن: الحكم ، 1/ 296إلى 297 ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

36)(حياة الحيوان الكبرى، الجن: الحكم ، 1/ 297، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

37)(حياة الحيوان الكبرى، الجن: الحكم ، 1/ 295، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

دیکھو یہ پانی ہے اور یہ راستہ ہے۔ جن کی رہبری سے اس قافلہ کی جان موت سے بچی۔ [38]

ابلیس کا پڑپوتا نبی کریم ﷺ کا سلام: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہامہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بوڑھے آدمی نے حضور سرورِ عالم ﷺ کے سامنے حاضر ہو کر سلام کیا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا: تیری آواز اور لہجہ تو جنّات کا معلوم ہوتا ہے؟ اُس نے جواب دیا: میں ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تیری کتنی عمر ہے؟ جواب دیا جس وقت قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا اس وقت میری عمر ۳۰۴ سال تھی، اس زمانہ میں لوگوں کی باتیں سمجھتا، لوگوں کو خراب کرتا اور لوگوں کو قطع رحمی کی ترغیب دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو بوڑھا آدمی ایسے بُرے اعمال کی ترغیب دینے میں دن رات مشغول رہتا ہو اس سے زیادہ برا کوئی شخص دنیا میں نہیں۔

ہامہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ مجھے ملامت نہ کیجئے میں نے ایسے اعمال سے خدا سے توبہ کر لی ہے، حضرت نوح کے زمانہ میں، میں مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں رہتا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بد دعا کی تھی تو میں نے اُن کو بہت ملامت کی جس پر وہ خود بھی روئے اور مجھے بھی بری طرح رلایا، حضرت نوح علیہ السلام سے میں نے کہا تھا کہ ہابیل بن آدم علیہ السلام کے قائد کی جماعت کا ایک فرد میں بھی تھا۔ میں اللہ تعالی سے معافی کا خواستگار ہوں کیا میری توبہ خدا تعالے قبول فرمائے گا؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ غفور الرحیم ہے تو اُٹھ وضو کر اور دو سجدے ادا کر۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ہدایت پر میں نے عمل کیا ابھی سجدے سے میں نے سر نہیں اٹھایا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: سر سجدے سے اٹھا تیری توبہ قبول ہو گئی، میں ایک سال تک سجدے میں پڑا رہا۔

اور جو لوگ حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، میں اُن کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام کی مسجد میں رہا، حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بد دعا کی، میں نے اُن کو برا بھلا کہا جس پر حضرت ہود علیہ السلام بھی روئے اور مجھے بھی رلایا۔ میں یعقوب علیہ السّلام کی زیارت کو اکثر جایا کرتا تھا۔ یوسف علیہ السّلام کے ساتھ مکانِ امین میں تھا۔ میں الیاس علیہ السّلام کے ساتھ جنگلوں میں ملاقات کیا کرتا تھا اور اب بھی میں الیاس علیہ السلام سے ملتا ہوں، میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ہے انہوں نے مجھے توریت کی تعلیم دی اور مجھ سے کہا کہ جب تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرے تو میرا اسلام اُن سے کہنا۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام حضرت عیسی علیہ السلام کو پہنچایا، حضرت عیسی علیہ السلام نے مجھ سے کہا تھا کہ تو محمد رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرے تو میرا اسلام اُن کو پہنچا دینا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور ﷺ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر سلام پہنچتا رہے جب تک دنیا قائم رہے۔ اے ہامہ! تم پر بھی سلام ہو، تو نے امانت ادا کی۔

---

[38])(دلائل النبوة لأبي نعيم، الفصل السابع عشر ومما ظهر من الآيات في مخرجه إلى المدينة وفي طريقه صلى الله عليه وسلم، باب ما روي في جمعهم الصدقات ودفعها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، 2/ 363 دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

ہامہ نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ حضرت موسی علیہ السلام نے مجھے توریت کی تعلیم دی تھی۔ آپ بھی مجھے تعلیم فرمائیں، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہامہ کو سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورنبااور سورہ کُوّرت، معوّذتین اور سورہ اخلاص، تعلیم فرمائی اور فرمایا: اے ہامہ جب تجھے کوئی حاجت ہو ہمارے پاس پیش کیجیو۔ اور ہم سے ملتے رہنا۔[39] (رواہ البیہقی)

سرق جن صحابی رضی اللہ عنہ: حضرت عمر بن عبد العزیز مکہ تشریف لے جارہے تھے۔ صحرا میں آپ نے ایک مردہ سانپ دیکھا، آپ نے فرمایا زمیں کھودنے کا اوزار لاؤ، آپ نے گڑھا کھود کر اس سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا، یکایک آواز آئی: "خدا کی رحمت ہو تجھ پہ اے سرق میں گواہی دیتاہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: اے سرق تو صحرا میں مرے گا۔ اور میری اُمت کا ایک بہتر آدمی تجھ کو دفن کرے گا۔" یہ سنکر حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: تو کون شخص ہے خدا تجھ پر رحم کرے؟ اُس نے جواب دیا: "میں جن ہوں اور یہ سانپ سرق ہے سرق ان جنّات میں سے تھا جنہوں نے حضور سرورِ عالم ﷺ سے بیعت کی تھی، اس کے اور میرے سوا اب کوئی نہیں رہا تھا۔ (بیہقی) سرق بھی چل بسا اب صرف میں ہی رہ گیا۔[40] (رواہ البیہقی)(حیوۃ الحیوان ،ص۱۷۴،ج۱)

فائدہ: جنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب پر یقین تھا اور اُس کی سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے عقیدۃً و عملاً تصدیق فرمائی۔

مسفع جن کافر کو صحابی جن نے قتل کر دیا: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک سال حدیبیہ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو روانگی کا حکم دیا تو اُسی رات کو جبل بو قبیس پر ایک شیطان نے آواز دی:

هَبُّوا فَسَاحِرَكُمْ مِنَّا صَحَابَتُهُ *** سِيرُوا إِلَيْهِ وَكُونُوا مَعْشَرًا كِرَامًا

یعنی بیدار ہو جاؤ جو ساحر تمہارا ہے اس کے صحابی ہمارے ہمراہ ہیں تم اسکی طرف جاؤ بزرگ گروہ ہو جاؤ گے۔

بَعْدَ الطَّوَافِ وَبَعْدَ السَّعْيِ فِي مُهَلٍ *** وَأَنْ يَجُوزَهُمْ مِنْ مَكَّةَ الْحَرَمَا

یعنی پیچھے طواف کے اور پیچھے دوڑنے کے تمہارا ساحر مہلت میں ہے اور اس ارادہ میں ہے کہ اپنے صحابہ کو مکہ سے حرم میں گذار دے۔

شَاهَتْ وُجُوهُكُمْ مِنْ مَعْشَرِ نَكَلٍ *** لَا تَنْصُرُونَ إِذَا مَا حَارَبُوا صَنَمًا

یعنی برے ہو جائیں تمہارے چہرے تم نامرد گروہ سے ہو تم صنم (بت) کو نُصرت نہیں دیتے جس وقت مسلمان لوگ جنگ کرتے ہیں۔

یہ اشعار سن کر مشرکین جمع ہو گئے اور انہوں نے باہم عہد کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال مکہ میں داخل نہ ہوں۔ یہ خبر حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آواز دینے والا مسفع بتوں کا شیطان ہے اللہ تعالیٰ عنقریب اُس کو قتل کر دے گا۔

---

39)(دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب وفود العرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما روي في قدوم هامة بن هيم بن لاقيس بن إبليس، 5/ 420،دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1408 هـ - 1988 م)

40)(دلائل النبوة للبيهقي، جماع أبواب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم بالكوائن بعده، باب ما جاء في إخباره صلى الله عليه وسلم بالشر الذي يكون بعد الخير، 6/ 494،دار الكتب العلمية، سنة النشر: 1408 هـ - 1988 م)

(حياة الحيوان الكبرى، الجن: الحكم ، 1/ 297، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

اسی دوران میں اسی پہاڑ سے لوگوں نے آواز سنی: شَاهَتْ وُجُوهُ رِجَالٍ حَالَفُوا صَنَمًا *** وَخَابَ سَعْيُهُمْ مَا أَقْصَرَ الْهِمَمَا

یعنی برے ہو جائیں ان مردوں کے چہرے جنہوں نے بتوں کی قسم کھائی، اور انکی کوشش بیکار ہو جائے کتنے قاصر الہمت لوگ ہیں ۔

إِنِّي قَتَلْتُ عَدُوَّ اللهِ سَلْفَعَةً ***شَيْطَانَ أَوْثَانِكُمْ سُحْقًا لِمَنْ ظَلَمَا

یعنی تحقیق میں نے اللہ تعالی کے دشمن سلفع کو مار ڈالا جو تمہارے بتوں کا دشمن تھا اس شخص کو ہلاکی ہو جس نے ظلم کیا۔

وَقَدْ أَتَاكُمْ رَسُولُ اللهِ فِي نَفَرٍ ... وَكُلُّهُمْ مُحْرِمٌ لَا يَسْفِكُونَ دَمًا [41]

یعنی تحقیق تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ میں تشریف لائے ہیں کہ اس گروہ کے آدمی احرام باندھے ہوئے ہیں اور خونریزی نہیں کرتے ہیں۔

صحابی جن بارگاہِ رسول میں ﷺ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے کہ راستہ میں ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہوا دیکھا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں ایک جگہ کھڑا کر کے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ سانپ نے اپنا منہ اٹھا کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کان مبارک میں لگا دیا۔ کچھ کہہ کر تھوڑی دیر کے بعد وہ سانپ غائب ہو گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واپس تشریف لا کر مسکرائے اور فرمایا: جانتے ہو یہ سانپ کون تھا؟ ہم نے عرض کیا اللہ و رسولہ (اعلم) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک نو مسلم جن تھا جو مجھ سے قرآن پڑھ رہا تھا، پھر اسے یاد کرتا تھا، اسے چند آیات بھول گئی تھیں جو مجھ سے پوچھنے آیا تھا میں نے اُسے بتا دیں۔ (خصائصِ کبریٰ)

جن غلامیِ رسول میں ﷺ: جنّات کو جب رسولِ پاک شہِ لولاک ﷺ کی نبوت و رسالت کا یقین ہو گیا تو پھر جوق در جوق غلامیِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں داخل ہونے لگے۔ "تفسیر خازن" میں ہے کہ

"إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ الطَّائِفِ رَاجِعًا إِلَى مَكَّةَ حِينَ يَئِسَ مِنْ خَيْرِ ثَقِيفٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَطْنِ نَخْلَةٍ قَامَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يُصَلِّي، فَمَرَّ بِهِ نَفَرٌ مِنْ جِنِّ نَصِيبِينَ كَانُوا قَاصِدِينَ الْيَمَنَ، وَذَلِكَ حِينَ مَنَعُوا مِنَ اسْتِرَاقِ السَّمْعِ مِنَ السَّمَاءِ وَرَمَوْا بِالشُّهُبِ فَاسْتَمَعُوا لَهُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ، وَقَدْ آمَنُوا بِهِ وَأَجَابُوا لِمَا سَمِعُوا الْقُرْآنَ، فَقَصَّ اللهُ خَبَرَهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ تَعَالَى: " وَإِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (الأحقاف: 29)"[42] (خازن)

یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ طائف سے واپسی میں مقام نخلہ میں ٹھہرے۔ نصف شب کے قریب حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ نصیبین کے جن حسا، مسا، شاعرہ، ناصرہ، ابن الارب، امین، حاضم آئے اور انہوں نے نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت سنی۔ اسلام لے آئے اور وہاں واپس آکر اپنی قوم کو تبلیغِ اسلام میں مشغول ہو گئے ۔ اسی واقعہ کا ذکر حق تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے:" وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ "(الأحقاف: 29)

---

41)(الخصائص الكبري، قصة إسلام خالد بن الوليد رضي الله عنه، 1/ 414، دار الكتب العلمية – بيروت)

42)(تفسير الخازن لباب التأويل في معاني التنزيل، الأحقاف: 29، 4/ 135، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1415هـ)

فائدہ:جنّات میں یہ سات افراد تھے جو سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لائے تھے،طبرانی شریف میں ہے کہ

"عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ قَالَ: لَمَّا انْصَرَفَ النَّفَرُ السَّبْعَةُ مِنْ أَهْلِ نَصِيبِينَ مِنْ بَطْنِ نَخْلَةٍ وَهُمْ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَالأَرْدِيبَانُ وَالأَحْقَبُ جَاءُوا قَوْمَهُمْ مُنْذِرِينَ، فَخَرَجُوا وَافِدِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ ثَلاَثُمِائَةٍ، فَانْتَهَوْا إِلَى الْحُجُونِ فَجَاءَ الأَحْقَبُ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّ قَوْمَنَا قَدْ حَضَرُوا الْحُجُونَ يَلْقُونَكَ، فَوَعَدَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ بِالْحُجُونِ ."[43]

قَالَ الْوَاقِدِيُّ فَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عُمَرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ حَتَّى نَزَلُوا بِأَعْلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَذْهَبُ مَعِي رَجُلٌ فِي قَلْبِهِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِنْ غِلٍّ عَلَى أَحَدٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ: فَتَنَاوَلْتُ إِدَاوَةً فِيهَا نَبِيذٌ .

قَالَ عُمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ: خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْحُجُونِ خَطَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ: قِفْ هَاهُنَا حَتَّى أَرْجِعَ وَلَا تَخَفْ، وَمَضَى. قَالُوا: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى جَبَلِهِمْ حَلْقًا حَلْقًا. قَالَ وَمَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَغِيبَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، فَلَمْ يَرَهُ عَبْدُ اللهِ حَتَّى أَسْحَرَ، وَعَبْدُ اللهِ قَائِمٌ لَمْ يَجْلِسْ، فَقَالَ لَهُ: مَا زِلْتَ قَائِمًا؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ: قُلْتَ لِي: قِفْ هَاهُنَا فَمَا كُنْتُ أَجْلِسُ حَتَّى أَرَاكَ. قَالَ: هَلْ رَأَيْتَ شَيْئًا؟ قَالَ: رَأَيْتُ أَسْوَدَةً وَأَحْبِلَةً وَسَمِعْتُ لَغْطًا شَدِيدًا. قَالَ: هَؤُلَاءِ جِنٌّ نَصِيبِينَ جَاءُونِي يَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ فِي شَيْءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ. فَلَمَّا بَرَقَ الْفَجْرُ قَالَ: هَلْ مَعَكَ مِنْ وَضُوءٍ لِلصَّلَاةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: مَعِي إِدَاوَةٌ فِيهَا نَبِيذٌ، قَالَ: تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ، قَالَ: اصْبُبْ عَلَيَّ، فَفَعَلْتُ. ثُمَّ جَاءَهُ اثْنَانِ مِنْهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ أَقْضِ حَاجَتَكُمَا؟ قَالَا: بَلَى وَلَكِنَّا أَحْبَبْنَا أَنْ يُصَلِّيَ مَعَكَ مِنَّا مُصَلٍّ. فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيَا، وَقَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّبْحِ "تَبَارَكَ الْمُلْكُ" وَسُورَةَ "الْجِنِّ"، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[44] (الی آخر الروایۃ)(طبرانی)

یعنی کعب احبار کہتے ہیں کہ جب نصیبین سے جن اسلام قبول کر کے بطن نخلہ سے اپنی قوم میں واپس آئے تو تین سو جنوں کا وفد حجون میں آ کر رُکا اور اَحقب نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور حضور ہماری قوم کا ایک وفد آپ سے ملاقات کے لیے حجون میں حاضر ہے۔ شرف باریابی عطا فرمایا جائے

---

[43])(دلائل النبوة لأبي نعيم، الفصل السابع عشر ومما ظهر من الآيات في مخرجه إلى المدينة وفي طريقه صلى الله عليه وسلم، باب ما روي في التقائهم برسول الله صلى الله عليه وسلم، 2/ 365 دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

[44])(دلائل النبوة لأبي نعيم، الفصل السابع عشر ومما ظهر من الآيات في مخرجه إلى المدينة وفي طريقه صلى الله عليه وسلم، باب ما روي في التقائهم برسول الله صلى الله عليه وسلم، 2/ 366 دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)

حضور نے فرمایا: رات کو جنوں میں ملاقات ہو گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھ صرف وہ شخص چلے جس کے دل میں ذرہ بھر آلودگی نہ ہو۔ حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن نبیذ سے بھرا ہوا لیا، یہاں تک کہ جب ہم حجون پہنچے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک جگہ بٹھا کر میرے ارد گرد خط کھینچ دیا اور فرمایا جب تک میں واپس آؤں یہیں ٹھہرو، اس کے بعد حضور جنّات کی طرف تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا جنّات آپ کے پاس ہجوم کر رہے تھے۔ حضور سرورِ عالم ﷺ اُن سے رات بھر باتیں کرتے رہے صبح کے قریب حضور میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم رات بھر کھڑے رہے؟ میں نے کہا آپ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ تم میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا، پھر آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس وضو کا پانی ہے میں نے عرض کیا حضور نبیذ ہے فرمایا: کھجور بھی پاک ہے اور پانی بھی پاک ہے۔ پھر آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے، اتنے میں جنّات میں سے دو شخص آپ کے پاس آئے اور دونوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ہم اس امر کو دوست رکھتے ہیں، کہ نماز میں آپ ہماری امامت کریں، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی امامت کی اس نماز (فجر) میں "تبارک الملک" اور "سورہ جن" پڑھی۔ پھر میں نے آپ سے پوچھا یہ کون لوگ تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "یہ نصیبین کے جنّات تھے۔" بہت سے معاملات میں ان میں باہم خصومت تھیں یہ میرے پاس فیصلہ کرانے کے لیے آئے تھے ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہم بہت دور کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے زادِ راہ طلب کیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گوبر تمہارے لیے کھجور اور ہڈی گوشت دار ہڈی بن جائے گی۔ اُن لوگوں نے عرض کیا حضور لوگ ہماری غذا کو خراب کر دیں گے۔ تو حضور نے ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے منع کر دیا، حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ روشن ہو جانے پر میں اس جگہ پر گیا جہاں حضور سرورِ عالم رات بھر رہے تھے تو وہاں، اونٹوں کے بیٹھنے کے نشانات پائے گئے۔

فائدہ: حضور علیہ السلام کا اُن کے ہاں تشریف لے جانے کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے ۔

طبرانی اور ابو نعیم کی دوسری روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ ان جنّات کے جسم پر کوئی کپڑا نہ تھا اس کے باوجود اُن کی شرمگاہ نظر نہ آتی تھی۔ یہ لوگ دبلے پتلے مگر لمبے قد کے تھے۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد اِس طرح جمع تھے گویا وہ حضور پر سوار ہونا چاہتے ہیں، حضور سرورِ عالم ﷺ اُن کے سامنے قرآن پڑھتے رہے۔[45]

لیلتہ الجن: حضرت علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے پوچھا کہ تم لوگوں میں سے کوئی شخص لیلۃ الجن[46] میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تھا۔ ابنِ مسعود نے کہا نہیں لیکن ایک رات مکہ معظمہ میں حضور ﷺ کسی کو اطلاع کئے بغیر مکہ سے باہر تشریف لے گئے، ہم لوگ ساری رات پریشان رہے، صبح ہوئی تو حضور ﷺ کو حراء کی طرف سے آتے دیکھا صحابہ کرام کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جنّات کا ایک قاصد آیا تھا، میں نے اُن کے پاس جا کر قرآن پڑھ کر سنایا اُس کے بعد حضور ﷺ نے ہمیں جنّات کے قدموں کے نشانات اور جنّات نے جو آگ جلائی تھی اس کے نشانات دکھلائے۔[47] (ترمذی)

---

[45])(حجة الله على العالمين في معجزات سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث: في معجزات انشقاق القمر ورد الشمس والرمي بالشهب وفيه إسلام الجن واخبارهم، ص292 ، دار الكتب العلمية، بيروت، 2015م)

[46])"لیلۃُ الجنّ" (لَیْلَۃُ الجِنّ) کا مطلب ہے: "وہ رات جب حضور نبی اکرم ﷺ سے جنات نے ملاقات کی تھی۔"

[47])(سنن الترمذي، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الأحقاف، 5/ 357، الحديث3258، دار الكتب العلمية)

فائدہ: جنات حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چھ بار حاضر ہوئے۔[48] (آکام المرجان)

تفصیل فقیر کی کتاب "جن ہی جن" میں پڑھئے۔اِس معنی پر وہ جن جو مسلمان ہوئے وہ صحابی ٹھہرے۔اُن کی تعداد معلوم نہیں۔

حجاج ابن علاط سلمی سے یہ واقعہ منقول ہے یہ (نصر ابن حجاج کا والد ہے) کہ چند سواروں کے ہمراہ مکہ کے ارادہ سے نکلے اور راستہ میں ایک غیر مانوس اور ہیبت ناک مقام پر رات ہوگئی، اَہلِ قافلہ نے کہا کہ یہیں پر قیام کرلیجئے اور اپنے ساتھیوں کے لیے امان طلب کرلیجئے۔ساتھیوں کے مشورہ کے مطابق پورے قافلے کے ارد گرد گھومنے لگے اور شعر پڑھنے لگے:

أُعِيذُ نَفْسِي وَأُعِيذُ صَحْبِي ... مِنْ كُلِّ جِنِّيٍّ بِهَذَا النَّقْبِ

حَتَّى أَعُودَ سَالِمًا وَرَكْبِي

یعنی میں خود کے لیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے اُن جنّات سے پناہ مانگتا ہوں، جو اس وادی میں ہیں تاکہ میں اور میرے ساتھی سلامت گزر جائیں، اچانک انہوں نے یہ آیت سنی: "يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ"[49] مکہ پہنچ کر اُنہوں نے کفارِ قریش کو اِس کی اطلاع دی، کفار کہنے لگے، ابو کلاب معلوم ہوتا ہے تو نے مذہب تبدیل کر دیا ہے کیونکہ جو تو بتا رہا ہے اُس کے بارے میں محمد یہ کہتا ہے۔یہ آیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے، انہوں نے جواب دیا: واللہ میں نے ان تمام ساتھیوں سے سنا ہے اس کے بعد وہ مشرف بہ اسلام ہوگئے اور مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور وہاں ایک مسجد تعمیر کی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔[50] (حیوۃ الحیوان)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

---

48)(فتح المنان في اثبات مذهب النعمان، كتاب الطهارة، 1/ 263، دار الكتب العلمية - بيروت، 2025م)

49)**ترجمہ:** اے گروہِ جنّات اور انسانو! اگر تم آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے نکلنے کی طاقت رکھتے ہو۔الخ (نوری) الرحمان:34

50)(حياة الحيوان الكبرى، الجن: الحكم ، 1/ 296، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثانية، 1424هـ)